رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE ALHAKAM, WEEKLY QADIAN,

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام مسیح موعودؑ)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی ؛ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

چندہ
والیان ریاست سے مار
حکام و امراء سے صہ
معاونین سے عہ
عوام سے صمہ
ممالک غیر سے ۱۲/-

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے
ہر انگریزی ماہ کی ۷،
۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو
خدا کے فضل اور
رحم کے ساتھ
شائع ہوتا ہے

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۳۷ ۷ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۹ رجب ۱۳۵۳ھ یوم چہار شنبہ نمبر ۴۰

الحکم کے اجراء پر

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ کا اظہار مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ پھر الحکم کو جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے۔ (آمین ثم آمین) الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے۔ وہ کروڑ روپیہ صرف کرکے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔

اللہ تعالیٰ آپکو اور آپکی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے

اللّٰھم آمین

خاکسار
مرزا محمود احمد

دار الامان کا ہفتہ

چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا ورود قادیان

جناب چودھری صاحب اپنے سفر ولایت سے ۲۷ اکتوبر کو بذریعہ کراچی میل لاہور پہنچے۔ جہاں بہت بڑے مجمع نے آپکا استقبال کیا اور آپ کو پھولوں سے لاد دیا۔ اسٹیشن کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور لوگ **ظفر اللہ خاں زندہ باد** کے نعرے لگا رہے تھے

۲۸ اکتوبر کو ۱۱ بجے صبح بذریعہ موٹر آپ یک بیک قادیان تشریف لے آئے اور احباب قادیان کو استقبال کا موقع نہ مل سکا

۱۱ بجے چودھری بشیر احمد صاحب سب جج نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو اطلاع دی کہ چودھری صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت اقدس اسوقت ملاقاتیں فرما رہے تھے۔ حضور نے ملاقاتیں اسی وقت بند کر دیں اور فرمایا کہ چودھری صاحب کو اطلاع دیدی جائے کہ وہ پہلے مسجد مبارک میں نفل پڑھیں پھر مقبرہ بہشتی جائیں پھر مجھے ملیں۔ اور ساتھ ہی حکم دیا کہ کوئی لڑکا عبد الشکور بلوایا جائے۔ جو حضور کی طرف سے چودھری صاحب کے گلے میں ہار ڈالے گا۔ مگر معلوم ہوا کہ عبد الشکور موجود نہیں اسلئے فرمایا **سلیمان** نامی لڑکا بلوایا جائے۔ چنانچہ عزیز محمد سلیمان جو میرا بھتیجا ہے اسے یہ شرف ملا اور اسے مدرسے سے بلوا لیا گیا

چودھری صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے مکان پر گئے۔ وہاں وضو کیا اور پھر نوافل پڑھے۔ اور مقبرہ بہشتی میں جاکر دعا کی پھر چودھری صاحب حضرت کے حضور حاضر ہو گئے۔ محمد سلیمان نے حضور کی طرف سے پھولوں کا ہار ڈالا۔ دوپہر کا کھانا چودھری صاحب نے حضور کے ساتھ کھایا۔

ظہر کی نماز کے بعد حضرت اقدس تشریف فرما ہوئے چودھری صاحب بھی پاس بیٹھے تھے۔ اسوقت مولوی محمد عثمان صاحب لکھنوی کی نظم ایک نوجوان نے خوش الحانی سے پڑھکر سنائی۔ اور ریشمی کپڑے پر لکھی ہوئی نظم جو فریم میں لگی ہوئی تھی۔ حضور کو پیش کی گئی۔ جو حضور نے اپنے دست مبارک سے چودھری صاحب کو دیدی۔

۴ بجے شام چودھری صاحب واپس لاہور تشریف لے گئے

ولادت یہ خبر نہایت خوشی کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء رات کے پچھلے حصہ میں حضرت میاں عبد اللہ خان صاحب کے مشکوئے معلیٰ میں دختر بلند اختر تولد ہوئی اسلئے اس ولادت سے بھی آل مسیح موعود میں مزید اضافہ ہوا۔ اسلئے یہ ولادت ساری جماعت کے لئے باعث خوشی ہے۔ اس تقریب پر ہم حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت ام المومنین۔ حضرت نواب صاحب اور محترم والدین اور تمام ممبران خاندان نبوت کو صدق دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو عمر دراز دے۔ اور صحیح معنوں میں مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی بنائے۔ اور تمام زمینی اور آسمانی نعمتوں کی وارث کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو اس ہفتہ نزلہ اور زکام اور کھانسی کی شکایت رہی اور ایک دو دن بخار بھی رہا۔ جماعت کو بالالتزام حضور کی صحت کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)

صبح سیالکوٹ نمبر ۲

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

گذارش عرفانی

مینے الحکم کی پچھلی اشاعت میں پڑھا۔ کہ بعض خریداروں کے نام الحکم اسلئے بند کر دیا گیا کہ وہ متعدد مرتبہ وی پی واپس کر چکے ہیں۔ میں ان دوستوں اور الحکم کے مربیوں سے عرض کروں گا۔ کہ کیا اسی تعاون پر چاہا جاتا ہے کہ الحکم کی دلچسپی کو بڑھا دیا جائے۔ پہلے بھی الحکم پر کوئی ابتلا آیا تو اسی طبقہ کے لوگوں سے۔ میں نے حیدر آباد کے قیام میں بقایا داروں کو سوائے بعض کے **ساڑھے چھ ہزار** معاف کر دیا تھا۔ مگر اب میں نہیں کر سکتا۔ اگر ان کی عدم توجگی سے الحکم کو نقصان پہونچا تو وہ **قیامت کے دن جواب دہ ہونگے** مربیان الحکم سمجھ سکتے ہیں کہ اس قسم کے نقصان کی تلافی ان کی توجہ خصوصی کر سکتی ہے۔ اسلئے وہ اسکے زندہ رکھنے کے لئے **عطیات** سے مدد کریں۔ خریداروں کی تعداد میں اضافہ کریں اور اپنے **خادم قدیم** کو اطمینان سے کام کرنے کا موقع دیں۔ (خادم عرفانی)

احمدیہ جامع مسجد لیگوس

حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ لیگوس سے اطلاع دیتے ہیں کہ جامع مسجد لیگوس کے متعلق مخالفین نے مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ پہلے بھی اس قسم کا مقدمہ ہوا تھا۔ اور چیف جسٹس نے فیصلہ ہمارے حق میں کر دیا تھا۔ اور اب اس کی اپیل کی گئی۔ ۱۲ر نومبر سے ۱۸ر نومبر تک اس اپیل کی سماعت ہوگی۔ اگر فیصلہ ہمارے خلاف ہوا تو بہت بڑے نقصان کا اندیشہ ہے۔ اس لئے تمام جماعتیں درد دل سے ۱۸ر نومبر تک پورے التزام کے ساتھ دعا کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ فتح مبین عطا فرمائے۔ آمین

امام جماعت احمدیہ کا لیکچر

حضرت جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان مورخہ ۱۸ر نومبر ۱۹۳۴ء بروز اتوار بمقام گوجرانوالہ زیر اہتمام لٹریری لیگ گوجرانوالہ ایک بصیرت افروز لیکچر فرمائینگے۔ مضمون لیکچر سے بعد میں اطلاع دیجائیگی۔ امید ہے کہ احمدی حضرات جوق در جوق جلسہ میں شمولیت فرما کر مستفید ہوں گے داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا۔ (رام لعل تارا پلیڈر)

انجمن اسلامیہ حصہ ضلع روپڑ کا ریزولیوشن

انجمن اسلامیہ حصہ ضلع روپڑ کے خاص اجلاس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا جو ہمارے پاس برائے اشاعت بھیجا گیا ہے:۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی تقرری بطور ممبر ایگزیکٹو کونسل ویسرائے ہند پر چودھری صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کی جاوے۔ اور ویسرائے ہند۔ حضور ملک معظم شہنشاہ ہند اور سکریٹری آف سٹیٹ فار انڈیا۔ اور سر فضل حسین صاحب موجودہ ممبر کونسل مذکورہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاوے جنہوں نے کسی نہ کسی شکل میں اس تقرری میں حصہ لیا ہے۔ جو کہ نہایت ہی بہترین انتخاب ہے تجویز ہذا کی نقل حضور ملک معظم و سکریٹری آف اسٹیٹ بوساطت ویسرائے ہند۔ اخبارات سر فضل حسین صاحب کی خدمت میں ارسال کی جاویں۔

تحریک:۔ سید محسن ترمذی ایل ایل ایم آنرز ایڈووکیٹ
مؤید:۔ شیخ نصیب الٰہی صاحب آنریری جنرل سکرٹری

متفقہ طور پر منظور ہوا۔

(سید سردار علی بی اے ایل ایل بی آرگنائزنگ اینڈ پبلسٹی سکرٹری انجمن اسلامیہ حصہ ضلع روپڑ)

قبول احمدیت

از جناب اللہ بخش صاحب تسنیم

جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم نے اپنے قبول احمدیت کے اسباب نظم میں ارسال فرمائے ہیں۔ جو شکریہ کے ساتھ درج اخبار کئے جاتے ہیں (ایڈیٹر)

پھرایا کی زمانے میں تمنائے سکوں برسوں
رہا عقل و بصیرت پر جہالت کا فسوں برسوں
کبھی رندوں کی صحبت میں شریک نوشانوشی تھا
کبھی مرتاض بنکر درپئے تقویٰ فروشی تھا
دوائے درد ڈھونڈھی بزم میں جا کر طبیبوں کی
بنا عاشق اٹھائیں سختیاں ظالم رقیبوں کی

کبھی بزم سخن میں شاعرانہ رنگ میں پہونچا
لئے ہاتھوں میں شمشیر قلم سر جنگ میں پہونچا
بہم آویختہ عقل و خرد کے مدعی دیکھے!
جنوں ناآشنا مجنوں نما انساں کئی دیکھے
کبھی ملاؤں سے جا کر نفاق انگیزیاں سیکھیں
کیا بدنام مذہب کو شرارت خیزیاں سیکھیں
بتوں کے نام پر کٹتے ہوئے انساں نظر آئے
بہر سو کارفرما حضرت شیطاں نظر آئے
غرض ہر رنگ میں دنیائے دوں کو آزما دیکھا
بشر کو بندۂ شیطاں، خدا ناآشنا دیکھا
نہ رنگ اخلاص کا دنیا کے پھولوں میں نظر آیا
یہ منظر دیکھ کر میرا دل مایوس بھر آیا

پریشاں تھا میں اپنی زندگی کی ہیچکاری پر
کہ اتنے میں کہیں سے موجۂ باد بہاری پر
کسی نے **مہدی موعود کا پیغام** پہونچایا
دل کافر کو آخر **مژدۂ اسلام** پہونچایا
ہوئی خلد آفریں روح حزیں فرخندہ حالی سے
ملا اذن شگفتہ فاطری دربار عالی سے

کرن داخل ہوئی ایماں کی تاریک سینے میں
مزا ملنے لگا فردوس کا تسنیم پینے میں

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حضرت منشی عبدالرحمن صاحب کی روایات

حضرت منشی عبدالرحمان صاحب قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ کے اصل باشندے ہیں۔ لیکن ان کا کپورتھلہ سے تعلق بہت دیرینہ ہے۔ آپ پچاس سال تک ریاست کپورتھلہ میں ملازم رہے۔ اب بیس سال سے پنشن لے رہے ہیں سابقون الاولون میں ہیں **نوے سال** سے زائد آپ کی عمر ہے۔ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ چل پھر بھی نہیں سکتے۔ مگر اب تک خدا کے فضل سے حافظہ درست ہے۔ کپورتھلہ اور سراوہ کا مکان فروخت کرکے قادیان میں اپنا مکان بنایا ہوا ہے۔ آپ کو بیعت کی طرف توجہ براہین احمدیہ پڑھ کر ہوئی۔ براہین میں جب آپنے بنیادی الہامات کو پایا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ بہت سے الہامات پورے ہو چکے ہیں۔ تو آپ کو حضور کی بزرگی کا یقین ہو گیا۔ تب آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ولی جان کر زیارت کرنی چاہی۔ اس قصد سے قادیان حاضر ہوئے کپورتھلہ کے بعض اور دوست بھی ساتھ تھے۔ حضرت اقدس کو دیکھ کر اور بھی ایمان بڑھا اور آپنے درخواست کی کہ حضور ہماری بیعت منظور فرما کر اپنی جماعت میں داخل فرمائیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ:۔

"ہمکو بیعت کا حکم نہیں ہے۔ اور بیعت میں داخل ہونا بہت مشکل ہے"

اس کے کچھ عرصہ بعد حضور نے لدھیانہ سے اپنے بیعت لئے جانے کا اعلان فرما دیا۔ اس میں حضور نے یہ شرط لگا دی تھی ……… ……… جو بیعت کرنی چاہے۔ وہ استخارہ کرکے اور دعا مانگ کر بیعت کے لئے آئے

اس اعلان کے مطابق منشی صاحب اور دیگر احباب کپورتھلہ نے استخارہ مسنونہ کیا۔ منشی صاحب فرماتے ہیں کہ ان کو اسی رات **خواب** میں ایک آواز سنائی دی کہ

"اے عبدالرحمان آ"

چنانچہ اسی دن صبح ہونے پر منشی صاحب لدھیانہ روانہ ہو گئے۔ وہاں پر اسوقت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور بہت سے علماء پنجاب و ہندوستان موجود تھے اور بیعت شروع تھی۔ منشی صاحب بھی بیعت کرکے سلسلہ حقہ میں شامل ہو گئے۔ منشی صاحب سے حضرت اقدس نے فرمایا کہ

"تم دو سو مرتبہ درود شریف جو نماز میں پڑھتے ہیں روزمرہ پڑھا کرنا"

منشی صاحب کا آج تک اسی پر عمل ہے۔ آپنے حضور کی صحبت سے حصہ لیا اور سینکڑوں معجزات اپنی آنکھ سے دیکھے۔ احباب منشی صاحب کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں کہ ایسے پاک لوگ ابھی اور دنیا میں رہیں۔ اور دنیا کو اپنے منہ سے اس نور کے متعلق بتلا سکیں (ایڈیٹر)

①

حضرت مسیح موعود بغیر سوال پوچھنے کے جواب دیا کرتے تھے

فرمایا:۔ میں اکثر قادیان میں حاضر ہوتا رہتا تھا اور جہاں حضور تشریف لے جاتے تھے وہاں بھی حاضر ہوا کرتا تھا۔ اکثر اوقات میں قابل دریافت مسائل نوٹ کرکے حاضر ہوتا تاکہ یہ مسائل حضور سے پوچھوں گا لیکن مجھے جرأت نہ ہوتی تھی۔ مگر حضور خود بخود ان کا جواب دیدیا کرتے تھے

ایکدفعہ مینے کتاب "مالابدہ" کے اخیر میں ایک بات لکھی ہوئی دیکھی کہ جس نے نور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حاصل کرنا ہو۔ وہ بزرگوں کے سینے سے لے۔ منشی صاحب کہتے ہیں کہ میں اس بات کو نہ سمجھ سکا مینے عزم کیا کہ یہ بات ضرور پوچھوں گا۔ حضور ان دنوں لدھیانہ میں مقیم تھے۔ میں وہاں حاضر ہوا۔ چار روز مقیم رہا مگر مجھے جرأت نہ ہوئی۔ اور نہ جواب ملا پانچویں دن جب رخصت ہونے لگا تو حضور نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ:۔

اور تو کچھ نہیں اتنا ہی تو ہے

یہ سنکر مجھے از حد مسرت اور خوشی ہوئی۔ کہ مجھے جواب مل گیا۔

②

ایک بچی کے منہ سے آپکی صداقت کا اظہار

فرمایا:۔ ایک دفعہ حضور کپورتھلہ تشریف لے گئے پندرہ روز قیام فرمایا۔

ایکدن جبکہ حضور ہوا خوری کو تشریف لیگئے خدام کا ایک گروہ اور حضرت منشی روڑے خان صاحب ساتھ تھے۔ ان کی نواسی جس کی عمر چار پانچ سال کی تھی۔ وہ بھی منشی صاحب کی انگلی کے ساتھ چل رہی تھی۔ اس نے حضرت مسیح موعود کی طرف انگلی اٹھا کر کہا کہ:۔

"عیسیٰ تریا جاندا۔ عیسیٰ تریا جاندا"

اور یہ کئی دفعہ کہا۔ تمام حاضرین حیران اور متعجب تھے کہ اتنی چھوٹی بچی کو یہ کیا خبر ہے کہ عیسیٰؑ اور موسیٰؑ کون ہیں۔

③

ایک دشمن کے منہ سے اقرار

کپورتھلہ میں ایک سنار حضرت منشی روڑے خان صاحب کے گھر کے پاس

حیات النبی حصہ اول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے حالات۔ قیمت صرف عہ الحکم بکڈپو قادیان دارالامان

رہا کرتا تھا - وہ غیر احمدی اور سلسلہ کا مخالف تھا اور مخالفت کی باتیں کرتا رہتا تھا - اسکو دماغی عارضہ تھا - اور وہ اس کی وجہ سے بے ہوش ہو جایا کرتا تھا اور حالت بے ہوشی میں کہتا تھا کہ

منشی روڑے کا پیر سچا ہے

مگر ہوش میں آکر پھر مخالفت کرتا تھا

④

ایک انگریز حضور کی تقریر سے بیحد متاثر ہوا

فرمایا:- حضور کپورتھلہ سے جالندھر تشریف لے گئے - اور بارہ تیرہ روز وہاں مقیم رہے - جالندھر میں مخالفت کا بڑا زور تھا - بعض لوگوں نے سپرنٹنڈنٹ پولیس سے جو انگریز تھا شکایت کی کہ ایک شخص قادیان سے آیا ہوا ہے - وہ کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اس کے قیام سے یہاں فساد کا اندیشہ ہے - آپ اسے حکم دیں - وہ یہاں سے چلا جائے اس شکایت کی بنا پر وہ انگریز افسر علی الصباح حضور کی قیام گاہ پر آیا - بہت سے مخلصین جمع تھے - حضور نے اس کے واسطے کرسی منگائی اور دوسری کرسی پر خود تشریف فرما ہو گئے - انگریز افسر نے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے آئے ہیں - حضور علیہ السلام نے ایک لمبی تقریر فرمائی وہ خاموش سنتا رہا - اور اسقدر متاثر ہوا کہ بار بار اس کے منہ سے **سبحان اللہ - سبحان اللہ** نکلتا تھا - حضور کی تقریر کے بعد اس نے کہا کہ جبتک آپ کی مرضی ہو قیام فرمائیں - کوئی شخص آپ سے فساد کرنے نہیں پائے گا - یہ کہہ کر اور سلام کر کے واپس چلا گیا -

⑤

ایک رئیس زادے کا انجام

حضور کا ایک الہام انی مھین من اراد اھانتک ہے - فرمایا اس الہام کی سچائی اور ظہور کے ہمنے بہت سے نظارے دیکھے جن میں سے چند یہ ہیں:-

کپورتھلہ کے ایک رئیس کے لڑکے نے حضور کے خلاف ایک مضمون اخبار عام میں چھپوایا - وہ مضمون سخت ہتک آمیز تھا - اسی روز رات کو اسکو یہ سزا ملی کہ وہ کسی کے مکان پر گیا - وہاں کسی بات پر کسی شخص نے اسے **جوتیوں سے مارا** اور اسقدر مارا کہ اس کپڑے تک پھٹ گئے -

⑥

سلطانپور کا امام طاعون سے ہلاک ہوا

شہر سلطانپور ریاست کپورتھلہ کا ایک امام مسجد تھا - اور وہ وہاں کا قاضی بھی تھا - ابتدائے طاعون میں اس نے خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بدزبانی کی اور برائی سے یاد کیا - اور یہ بھی کہا کہ "اے لوگو! تم نمازیں پڑھتے رہو - اور دعائیں مانگتے رہو کوئی طاعون نہیں آتی"۔ اسی روز جب وہ اپنے گھر پہنچا تو اسے طاعون ہو گئی — اور **جلد مر گیا** - اس کے گھر کے گیارہ افراد تھے - جب کوئی اس جگہ امام مقرر ہوتا - وہ بھی اسی بیماری سے مر جاتا -

⑦

آپکی مخالفت نے بیدین کر دیا

ایک سید صاحب بڑے رئیس تھے - حضرت صاحب کی نسبت بہت برے کلمات استعمال کیا کرتے تھے - اور آپ کو جھوٹا سمجھتے تھے - بڑے نمازی اور شب بیدار تھے اپنی موت سے تھوڑا عرصہ پہلے مجھے ملے - انھوں نے کہا کہ **ہمنے تو نماز بالکل چھوڑ دی ہے** اسی حالت میں ان کی موت ہو گئی -

⑧

اسیطرح ایک منشی بھی سخت مخالف تھا - بڑا نمازی اور تہجد گذار تھا - مگر اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ بیدین ہو گیا - اور مرنے کیوقت ہندوانہ کلمات اس کے منہ سے نکلتے تھے - اور جب اس کا جنازہ لے کر چلے تو راستہ میں کسیطرح اس کا جنازہ الٹ گیا - اور اسکی نعش زمین پر گر پڑی - پھر دوبارہ چارپائی پر ڈال کر لے گئے - اور دفن کیا -

⑨

ایک مولوی کا انجام

ہندوستان میں ایک مولوی صاحب سخت مخالف تھے - جمعہ پڑھاتے تھے اور درس بھی دیا کرتے تھے - خدا تعالیٰ نے ان کو مخالفت کی وجہ سے ایک ایسے عذاب میں مبتلا کیا کہ وہ خود کہتے تھے کہ میں خسر الدنیا والاخرۃ ہو گیا ہوں -

انھوں نے ایک ہزار روپیہ ایک ہندو سے سودی لیا ایک مسلمان تحصیلدار نے انھیں روکا اور کہا کہ مولوی صاحب تم تو خود وعظ کیا کرتے تھے - اب کیا ہوا - مگر وہ نہ مانا آخر اس نے درس دینا بھی چھوڑ دیا - اور نماز پڑھانی بھی - اسی حالت میں مر گیا -

فرمایا:-

اسیطرح بہت سے مکفرین اور معاندین کا انجام دیکھا - مگر

کسی معاند و مکفر کا انجام اچھا نہ ہوا -!

⑩

سید احمد صاحب بریلوی کے خلیفہ کی شہادت

مدت کی بات ہے - میں اپنے وطن گیا ہوا تھا جب میں شہر میرٹھ میں واپس آیا تو میں نے سنا کہ سید احمد صاحب بریلوی کے خلیفہ جو بہت بڑی عمر کے ہیں چھاؤنی میرٹھ میں تشریف لائے ہوئے ہیں - میں یکہ پر سوار ہو کر ان کے پاس حاضر ہوا - دیکھا تو ایک بڑی عمر کے آدمی ہیں - سو سال سے بھی زیادہ عمر ہے - ایک رئیس کے مکان پر ٹھہرے ہوئے ہیں - بدن بہت فربہ تھا - ان کی چارپائی کے پاس ایک چوکی نماز کے لئے بچھی ہوئی تھی - میں سلام علیک کر کے بیٹھ گیا - ان کے پاس مقدمات میں دعا کرانے والے لوگ آتے تھے - انھوں نے مجھے بھی ایسا خیال کیا اور پوچھا کہ کیا کوئی مقدمہ ہے؟ میں نے کہا کہ میرا تو کوئی مقدمہ نہیں آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں - وہ اس سے بہت خوش ہوئے - اور کئی دفعہ فرمایا کہ بہت اچھا کیا - پھر میں نے پوچھا کہ اس چودھویں صدی کا بھی کوئی مجدد ہے؟ فرمانے لگے **ہاں ہے** اور **تم کو معلوم ہو جائے گا** - پھر اور باتیں کرتے رہے - میں سلام کر کے واپس آ گیا -

فرمایا اسطرح انھوں نے حضرت مسیح موعود کی تصدیق کی اور جسطرح انھوں نے کہا تھا مجھے حضور کی بیعت کا شرف حاصل ہو گیا الحمد للہ علیٰ ذالک

⑪

حضرت کے اخلاق کریمہ کا ایک واقعہ

فرمایا کہ:- ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لدھیانہ میں قیام پذیر تھے - آپنے منشی روڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کسی جگہ سے انار منگوا دو - انھوں نے امرتسر سے بہت سے انار منگوا لئے - جس انار کو دیکھا تو وہی ترش پایا گیا حتیٰ کہ سب انار ترش نکلے - منشی روڑے خان صاحب رضی کو اس کا افسوس ہوا - حضور نے فرمایا کہ اس کا **کچھ مضائقہ نہیں** اور چھ سات روپے دیکر فرمایا کہ ان کی مصری منگوا کر ان اناروں کا شربت بنا کر بوتلوں میں رکھو

گرمی کا موسم ہے جو یہاں آئے اسکو دیا جایا کرے

⑫

حضور کی بصیرت کا ایک واقعہ

کپورتھلہ میں ایک مولوی اور ایک رئیس نے عرض کیا کہ ہمکو بیعت میں شامل کر لیا جائے - مگر حضور نے منظور نہ فرمایا - اور ان کو

حیات النبی حصہ دوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی حالات قیمت عہ ملنے کا پتہ الحکم بکڈپو قادیان دارالامان

بیعت میں داخل نہ کیا۔ جب کفرنامہ چھپا تو دیکھا گیا کہ اس پر اس مولوی کی بھی مہر لگی ہوئی ہے۔ اور وہ یہیں بھی پھر مخالف ہوگیا۔ اسطرح خدا تعالیٰ نے ان کا نفاق آپ پر ظاہر فرما دیا۔

(۱۳)

ایک مرتد کا انجام

ایک احمدی کپورتھلہ میں مرتد ہوگیا۔ اپنے زمانہ احمدیت میں وہ بڑا نمازی اور تہجد گزار تھا۔ مگر مرتد ہو کر اس نے سب کچھ چھوڑ دیا۔ اور ایک خاکروب کو اپنا اُستاد بنالیا۔ اور اس سے ستار سیکھنے لگا۔ وہ خود بھی کہا کرتا تھا کہ یہ مرتد ہونے کے سبب سے ہوا ہے اور اسی حالت میں وہ مرگیا۔

(۱۴)

تھوڑا کھانا بہتوں کیلئے کافی ہوگیا

فرمایا حضور کے زمانہ میں ہر قسم کی برکت تھی۔ ایک وقت کا ذکر ہے تین سو کے قریب مہمان آئے ہوئے تھے۔ مہتمم لنگرخانہ نے عرض کیا کہ گوشت روٹی اور پلاؤ تو پکوایا جائے گا۔ اگر حضور فرمائیں تو میٹھے چاول بھی پکوا لئے جائیں۔ مگر چاول اس وقت تین سیر موجود ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ

جس قدر ہوں ضرور پکوالو

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان تین سیر چاولوں میں اسقدر برکت دی کہ سب کو پہنچ گئے۔

(۱۵)

ایک اور واقعہ

فرمایا:۔ مقدمہ کرم الدین میں جب حضور گورداسپور تشریف لے جاتے۔ تو بہت سے احباب ہر طرف سے آتے تھے۔ باورچی نے میرے پاس بیان کیا۔ کہ میں سات سیر گوشت لاتا ہوں۔ اگر دو سو آدمی بھی ہوں تو سب کو ہی پہنچ جاتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ یہ عجیب خدا کی قدرت ہے۔

(۱۶)

حضور کی برکت سے ایک بچہ موت کے منہ سے بچ گیا

ایکدفعہ جبکہ حضور کپورتھلہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور حضرت محمد خانصاحب رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام پذیر تھے میرا نواسہ حافظ محمود الحق تقریباً ڈیڑھ سال کا تھا۔ وہ مکان کی اوپر کی سیڑھی سے گرا اور لڑھکتا ہوا نیچے تک آگیا۔ حضور سے کسی نے عرض کردیا کہ بچہ گر گیا۔ حضور نے فرمایا:۔

اسکے چوٹ نہیں لگی ہے اس کو اُٹھا لو

دیکھا تو اسے مطلق تکلیف نہیں ہوئی تھی۔ اور نہ کسی جگہ چوٹ لگی تھی۔

(۱۷)

حضور کی دعا سے دشمن دوست بن گیا

فرمایا:۔ کہ جب میرے لڑکے عبدالسمیع کی پہلی بیوی فوت ہوگئی تو دوسرا رشتہ لڑکی جب اپنی برادری میں کیا گیا۔ حضرت خلیفہ رشیدالدین رضی اللہ عنہ وہاں انچارج شفاخانہ تھے۔ آپنے نکاح پڑھایا۔ مگر نکاح کے بعد بڑا جھگڑا ہوگیا۔ اور لوگوں نے ان کو بہت اُکسایا کہ یہ تو کافر ہیں نکاح جائز نہیں اسلئے رخصتانہ نہ ہوسکا اور واپس چلے آئے۔ پھر ایک اور جگہ رشتہ اپنے وطن میں کیا۔ رشتہ تو لڑکی کے باپ نے کر دیا مگر نکاح نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ اس کی سب برادری اس سے ناراض ہوگئی تھی۔ تب میں نے حضور علیہ السلام کو سب حال لکھ کر بھیجا۔ حضور نے جواب بھیجا کہ:۔

ہم نے دعا کی ہے

حضور کے خط آنے کے ایک ہفتہ بعد لڑکی کے باپ کا خط آیا کہ آؤ نکاح کرلو۔ تب ہم گئے اور بفضل خدا نکاح ہوگیا اور کسی قسم کا نقض امن نہ ہوا۔

(۱۸)

حضور کی دعا سے کئی ملزم بری ہوگئے

فرمایا:۔ سراوہ کے قریب ایک گاؤں ہے۔ وہاں ایک مقدمہ ہوا۔ لوگوں نے پولیس کے سپاہیوں کو زدوکوب کیا۔ کیونکہ اول سپاہیوں نے ان کو مارا تھا۔ عدالت نے ملزموں کو تین تین سال کی سزا دی۔ میرا داماد فضل حق احمدی اس گاؤں کا مختار تھا۔ اس نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں خط روانہ کیا۔ اور تمام حال لکھدیا اور عرض کی کہ حضور اپیل کی جائیگی دعا فرمائیں۔ حضور کی طرف سے جواب آیا کہ

"جس روز تمہارا مقدمہ پیش ہو اسوقت ایک شخص مسجد میں نفل پڑھ کے جس طرف حاکم بیٹھا ہوا ہو اس طرف منہ کر کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا رہے اور جب تک مقدمہ پیش رہے۔ وہ برابر پڑھتا رہے۔"

اپیل کے لئے میرے داماد نے جس وکیل سے گفتگو کی وہ یہی کہہ دیتا تھا کہ اپیل کی گنجائش نہیں۔ وہاں ایک انگریز بھی وکیل تھا۔ آخر اس کے پاس گئے انہے بھی وہی جواب دیا۔ مگر اسے کہا گیا کہ آپ اپیل دائر کردیں اور محنتانہ لے لیں۔ خواہ گنجائش ہو یا نہ ہو۔ جب اپیل دائر ہوئی تو تاریخ مقررہ پر حضرت کے ارشاد کے ماتحت ایک آدمی مسجد میں بٹھا دیا گیا جو نفل اور بسم اللہ پڑھتا رہا۔ حضور کی دعا کی ..... برکت سے حاکم نے مقدمہ نہایت توجہ سے سُنا۔ اور ملزموں کو بری کر دیا۔ اور قید سے آزاد کر دیا وہ انگریز وکیل بھی بہت حیران ہوا۔ اور کچہری سے باہر آکر اس نے اہل مقدمہ کو بلایا اور بلند آواز سے کہا کہ **اے لوگو! یہ فیصلہ انسانی نہیں ہے یہ خدائی فیصلہ ہے۔** تمام وکلاء اس فیصلہ کو سُن کر حیران ہوگئے۔

(۱۹)

کپورتھلہ کی مسجد کا فیصلہ حضور کی سچائی کی دلیل ہے

کپورتھلہ کی مسجد سے ہمکو غیر احمدیوں نے نکال دیا اور اپنا قبضہ کرلیا۔ وہ بہت لوگ تھے۔ حکام بھی ان کے ساتھ تھے کئی دفعہ مقدمہ عدم پیروی میں خارج کردیا گیا۔ مگر ہم پھر دائر کر دیتے تھے۔ حضور لدھیانہ میں قیام فرما تھے حضور سے وہاں دعا کے لئے عرض کی گئی حضور نے فرمایا کہ:۔

دعا کی ضرورت نہیں۔ اگر ہمارا سلسلہ سچا ہے تو یہ مسجد تم کو ضرور ملے گی۔

حاکم وقت نے بہت عرصہ کے بعد یہ مقدمہ غیر احمدیوں کے حق میں کردیا اور کہا کہ ہم کل حکم سُنائینگے۔ اسوقت کپورتھلہ میں دستور تھا کہ ہر ایک حاکم مثل کے کاغذات کا بستہ اپنے مکان پر بھجوا دیا کرتا تھا۔ اسکے ملازم کا بیان ہے کہ وہ دو بجے نیند سے بیدار ہوا۔ اور مجھے کہا کہ بستہ لاؤ۔ اس نے مسجد کی مسل نکالی اور اس کے آخری دو ورق چاک کر دیئے اور نیا حکم لکھا جس میں فیصلہ احمدیوں کے حق میں کر دیا اور یہ لکھا کہ غیر احمدیوں کو مسجد میں اذان دینے اور جماعت کرانے کا حق نہیں ہے اگر نماز جماعت سے پڑھنی ہو تو احمدیوں کے پیچھے پڑھیں۔ اس مقدمہ کے حکم کو جب کوئی دیکھتا تو بڑا تعجب کرتا کہ پہلے دو ورق غیر احمدیوں کی تائید کرتے ہیں اور آخری احمدیوں کے حق میں ہیں۔ پھر اس کا اپیل ایک جج کے ہاں ہوا۔ جو لاہور کے رہنے والے تھے۔ ان کا لاہور کا مکان ایک غیر احمدی نے بنوایا تھا اس نے کہا کہ تین سال تک میں نے ان کی خدمت کی ہے میں ان سے کہہ کر غیر احمدیوں کی اپیل منظور کرالوں گا۔ مگر اس جج نے کہا کہ اگر مرزا صاحب مسلمانوں میں اور دیانند ہندوؤں میں پیدا نہ ہوتے تو دونوں مذہب گم ہو چلے تھے۔ کون کہتا ہے کہ مرزا صاحب مسلمان نہ تھے اور یہ لکھا کہ **اپیل نامنظور۔ فیصلہ عدالت ماتحت بحال رہے۔** پھر کونسل میں اس کا اپیل غیر احمدیوں نے دائر کیا۔ وہاں سے بھی یہ مقدمہ احمدیوں کے حق میں فیصلہ ہوا اور چونکہ آگے کوئی جگہ نہ تھی اسلئے مسجد ہم کو مل گئی۔ اور اسطرح یہ مسجد صداقت سلسلہ اور صداقت حضور علیہ السلام پر ایک کھلی اور ابدی دلیل ہوگئی الحمد للہ علیٰ ذالک

حیات احمد یعنی حیات النبی حصہ سوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ پیدائش سے لیکر زندگی تک کے حالات۔ قیمت صرف عمر ملنے کا پتہ **الحکم بکڈپو قادیان**

۲۰

ملازم آدمی کو تجارت نہیں کرنی چاہیئے

فرمایا:- میں ملازمت کی حالت میں کچھ غلہ فروخت کیلئے فصل پر خرید لیا کرتا تھا اور جب گراں ہو جاتا تو فروخت کر دیتا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ ناجائز ہے۔ میںنے کہا کہ میں تمام شہر کا غلہ تو نہیں خریدتا۔ پھر میں نے حضرت اقدس کو لکھا۔ تو حضور کا جواب آیا کہ:-

"خرید و فروخت میں شریعت کا کوئی اعتراض نہیں مگر تقویٰ کا اعتراض ہے"

تب میں نے یہ تجارت بند کر دی۔

۲۱

حضور کا اپنے دعوے کی سچائی پر ایمان

فرمایا:- جبکہ حضور کپورتھلہ تشریف لائے تو ان ہی ایام میں مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کا انتقال ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:-

اب تو ہمارے سچے ہونے کا حال معلوم ہو گیا ہوگا

۲۲

شہتوت کا مصلح اسکا ڈنٹھل ہے

فرمایا کہ ایکدفعہ حضور علیہ السلام باغ میں تشریف لے گئے آپکے ہمراہ خدام بھی تھے۔ ایک شہتوت کے درخت کے نیچے شہتوت گرے پڑے تھے۔ لوگ وہ شہتوت کھانے لگے اور اس کے ڈنٹھل پھینکتے جاتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اسکو نہ توڑو اسکے ساتھ کھاؤ کہ اس میں اصلاح ہے

۲۳

مرنیکے بعد نئے دوست

فرمایا:- حضرت محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ وفات کے بعد خواب میں نظر آئے انھوں نے کہا کہ میں تو رات دن جلسوں میں رہتا ہوں اور مجھ کو فرصت نہیں ہوتی۔ یہ خواب جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی گئی تو حضور نے فرمایا کہ:-

"ہاں مرنیکے بعد ایسے دوست ملجاتے ہیں کہ آدمی یہاں (دنیا) کے دوستوں کو بھول جاتا ہے"

۲۴

زیادتی عمر کی بشارت

فرمایا:- مجھے ایک دفعہ حضور خواب میں نظر آئے اور فرمانے لگے **"پلیٹ فارم پر سونا نہیں چاہیئے"**

بیدار ہونے پر مجھے خیال ہوا کہ پلیٹ فارم پر تو وہ سوتے ہیں جو گاڑی کا ٹکٹ لے لیتے ہیں۔ میںنے سمجھا کہ اب میری عمر کا آخری وقت آگیا ہے۔ دو تین روز کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ابھی گاڑی آنے میں دیر ہے۔ اسلئے معلوم ہوا کہ ابھی کچھ عمر باقی ہے۔

۲۵

حضور کی قوت تصنیف و زود نویسی!

فرمایا:- دہلی میں جبکہ مولوی بشیر سے مباحثہ ہو رہا تھا۔ تو حضور علیہ السلام مکان کی اوپر کی منزل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور مولوی بشیر اور ہم سب لوگ نیچے کی منزل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مباحثہ شروع ہوا۔ تو حضور علیہ السلام نے دو ورق لکھے ہوئے بھیجے اور فرمایا کہ

ان کو نقل کر لو۔ اور نقل کرنے بعد مولوی بشیر صاحب کو دے دو۔

ایک غیر احمدی ایڈیٹر اخبار جو دہلی ہی کا رہنے والا تھا۔ ہمارے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بڑا زود نویس تھا ایک ورق اس نے نقل کرنا شروع کیا۔ دوسرا ورق ہمارے کسی بھائی نے۔ وہ ابھی اپنا اپنا ورق نقل کرنے بھی نہ پائے تھے کہ حضور نے

دو ورق اور بھیجدیئے

تو وہ ایڈیٹر بڑا حیران ہوا اور اسے خیال گذرا کہ شاید پہلے سے یہ اوراق لکھے ہوئے ہیں۔ مگر جب اس نے تازہ روشنائی دیکھی جو ابھی خشک بھی نہیں ہوئی تھی۔ تو وہ حیران ہوا۔ اور تعجب سے کہا کہ ابھی ہم ایک ورق لکھنے بھی نہ پائے تھے کہ

حضور نے دو ورق تصنیف بھی کئے اور لکھ بھی لئے۔

۲۶

ابتداء میں حضور خود ہی نماز پڑھاتے تھے

فرمایا ابتدا میں لوگ کم آتے تھے۔ تو حضور علیہ السلام خود ہی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ سب سے پہلے یہاں کپورتھلہ کی جماعت آنے لگی۔ جب لوگ ادھر ادھر سے آنے لگے تو آپ نے نماز پڑھانی چھوڑ دی۔ اور کسی نہ کسی کو فرما دیتے وہ نماز پڑھا دیا کرتا تھا۔

۲۷

کپورتھلہ قادیان کا محلہ

فرمایا:- جب طاعون شروع ہوئی تو جماعت کپورتھلہ نے بذریعہ خط عرض کیا کہ اگر حضور اجازت دیں تو ہم قادیان آجائیں۔ حضور نے تحریر فرمایا:-

"نہیں تم اسی جگہ رہو۔ اور کپورتھلہ کو قادیان کا محلہ تصور کرو"

۲۸

کپورتھلہ کی جماعت سے وعدہ

فرمایا:- ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کپورتھلہ کی جماعت کو یہ بھی لکھ کر بھیجا تھا کہ:-

"کپورتھلہ کی جماعت اس دنیا میں بھی میرے ساتھ ہے۔ اور آخرت میں بھی ہمارے ساتھ ہوگی"

فرمایا:- کہ افسوس وہ تحریر ایک شیشہ گرنے گم کر دی جبکہ اسے شیشے میں لگانے کے لئے دی تھی۔

۲۹

اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بے ادبی منسوب ہوتی سن نہ سکتے تھے

فرمایا:- حضرت چودھری رستم علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص اور پیارے خدام میں سے تھے۔ ان کا جوان لڑکا بیمار تھا۔ وہ اس کو لے کر قادیان آگئے۔ وہ حضور علیہ السلام کے مکان میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ ایکدن اس لڑکے کی حالت بہت نازک ہو گئی۔ حضور علیہ السلام بار بار تشریف لاتے اور دیکھ جاتے۔ تمام رات آپ نہ سو سکے۔ صبح کو وہ لڑکا وہ فوت ہو گیا۔ اس کی ماں بہت روئی اور اسکے منہ سے نکل گیا کہ اے خدا تو نے مجھ پر بڑا ظلم کیا۔ یہ آواز حضور نے سن لی۔ حضور کو سخت رنج ہوا فرمایا:

"ان سب کو میرے مکان سے نکال دو اس نے خدا کی نسبت بہت سخت لفظ کہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اسکی وجہ سے خدا کا کوئی قہر نازل ہو"

حیات احمد یعنی حیات النبی جلد دوم نمبر اول براہین احمدیہ سے آغاز بیعت تک کے حالات۔ قیمت صرف ایکروپیہ پتہ الحکم بکڈپو قادیان دارالامان

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ کے لئے دیکھیئے اخبار الحکم ۲۱ ر اکتوبر ۱۹۳۴ء

اب اگر یہ سوال ہو کہ پھر اس درجہ کے حصول کے لئے کیا کیا جائے۔ اور قرآن کریم نے اس درجہ پر پہنچنے کا کیا ذریعہ بتایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے لئے دو باتیں بطور اصول کے رکھی ہیں۔ اول یہ کہ دعا کرو۔ یہ سچی بات ہے۔ خلق الانسان ضعیفا۔ انسان کمزور مخلوق ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بدوں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس کا وجود اور اس کی پرورش اور بقا کے سامان سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہیں۔ احمق ہے وہ انسان جو اپنی عقل و دانش اور اپنے مال و دولت پر ناز کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے۔ وہ کہاں سے لایا۔ اور دعا کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنے ضعف اور کمزوری کا پورا خیال اور تصور کرے۔ جوں جوں وہ اپنی کمزوری پر غور کرے گا اسیقدر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا۔ اور اسطرح پر دعا کے لئے اس کے اندر ایک جوش پیدا ہوگا۔ جیسے انسان جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور دکھ اور تنگی محسوس کرتا ہے۔ تو بڑے زور کے ساتھ پکارتا چلاتا ہے۔ اور دوسروں سے مدد مانگتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنی کمزوریوں اور لغزشوں پر غور کرے گا۔ اور اپنے آپ کو ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا۔ تو اس کی روح پورے جوش اور درد سے بیقرار ہو کر آستانہ الوہیت پر گرتی اور چلاتی ہے اور یا رب یا رب کہہ کر پکارتی ہے۔ غور سے قرآن کریم کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ پہلی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے دعا کی تعلیم دی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

دعا تب ہی جامع ہو سکتی ہے کہ وہ تمام منافع اور مفاد کو اپنے اندر رکھتی ہو۔ اور تمام نقصانوں اور مضرتوں سے بچاتی ہو۔ پس اس دعا میں تمام بہترین منافع جو ہو سکتے ہیں اور ممکن ہیں وہ اس حالی میں مطلوب ہیں اور بڑی سے بڑی نقصان رساں چیز جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اس سے بچنے کی دعا ہے

میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہیں اول نبی دوم صدیق۔ سوم شہید چہارم صالحین

پس اس دعا میں گویا ان چاروں گروہوں کے کمالات کی طلب ہے۔ نبیوں کا عظیم الشان کمال یہ ہے کہ وہ خدا سے خبریں پاتے ہیں چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے لا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول الآیۃ۔ یعنی خدا تعالیٰ کے غیب کی باتیں کسی دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتیں۔ ہاں اپنے نبیوں میں سے جس کو پسند کرے۔ جو لوگ نبوت کے کمالات سے حصہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو قبل از وقت آنیوالے واقعات کی اطلاع دیتا ہے۔ اور یہ بہت بڑا عظیم الشان نشان خدا کے مامور اور مرسلوں کا ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی معجزہ نہیں۔ پیشگوئی بہت بڑا معجزہ ہے۔ تمام کتب سابقہ اور قرآن کریم سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں ہوتا۔ نادان اور بد اندیش مخالفوں نے اس علم پر کبھی غور نہیں کی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر اعتراض کیا ہے۔ مگر افسوس ہے ان آنکھ بند کر کے اعتراض کرنے والوں کو یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ جس قدر معجزات ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے ہیں۔ دنیا میں کل نبیوں کے معجزات کو بھی ان کے مقابلہ میں رکھیں۔ تو میں ایمان سے کہتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات بڑھ کر ثابت ہونگے قطع نظر اس بات کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ان پیشگوئیوں کا زندہ ثبوت دینے والا موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بطور نشان کھڑا کیا۔ اور پیشگوئیوں کا ایک عظیم الشان نشان مجھے دیا تا میں ان لوگوں کو جو حقائق سے بے بہرہ اور معرفت الٰہی سے بے نصیب ہیں۔ روز روشن کی طرح دکھا دوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کیسے مستقل اور دائمی ہیں +

کیا بنی اسرائیل کے لقبیہ یہود یا حضرت مسیح علیہ السلام کو خداوند خداوند پکارنے والے عیسائیوں میں کوئی ہے جو ان نشانات میں میرا مقابلہ کرے۔ میں پکار کر کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں۔ ایک بھی نہیں۔

پھر یہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداری معجزہ نمائی کی قوت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ نبی متبوع کے معجزات ہی وہ معجزات کہلاتے ہیں جو اس کے کسی متبع کے ہاتھ پر سرزد ہوں۔ پس جو نشانات خوارق عادات مجھے دیئے گئے ہیں۔ جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے۔ یہ دراصل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ معجزات ہیں۔ اور کسی دوسرے ہی کے متبع کو یہ آج فخر نہیں ہے۔ کہ وہ اس طرح پر دعوت کر کے ظاہر کر دے کہ وہ بھی اپنے اندر اپنے نبی متبوع کی قدسی قوت کی وجہ سے خوارق دکھا سکتا ہے۔ یہ فخر صرف اسلام کو ہے۔ اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ جن کے نفوس طیبہ اور قوت قدسیہ کے طفیل سے ہر زمانہ میں ایک مرد خدا خدا نمائی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔

غرض بات تو یہ تھی کہ اسی دعا میں نبیوں کے کمالات سے حصہ لینے کی بھی دعا ہے۔ کیونکہ منعم علیہ گروہ میں سب کا سردار انبیاء علیہم السلام کا گروہ ہے۔ اور ان کے کمالات میں سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ ان پر غیب کی باتیں جن کو پیشگوئیاں بھی کہتے ہیں ظاہر کی جاتی ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اس دعا میں درحقیقت پیشگوئیاں مانگنے کی دعا نہیں ہے بلکہ اس مرتبہ کے حصول ہی کی دعا ہے جہاں پہونچکر پیشگوئی کرتا ہے۔ پیشگوئی کا مقام اللہ تعالےٰ کے اعلےٰ درجہ کے قرب کے بدوں ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ یہ وہ مقام ہوتا ہے۔ جہاں وہ ما ینطق عن الھویٰ کا مصداق ہوتا ہے۔ اور یہ درجہ تب ملتا ہے جب دنیٰ فتدلّیٰ کے مقام پر پہونچے جب تک ظلی طور پر اپنی انسانیت کی چادر کو پھینک کر الوہیت کی چادر کے نیچے اپنے آپ کو نہ چھپائے یہ مقام اُسے کب مل سکتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بعض سلوک کی منزلوں سے ناواقف صوفیوں نے آ کر ٹھوکر کھائی ہے اور اپنے آپ کو وہ خدا سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور ان کی اس ٹھوکر سے خطرناک غلطی پھیلی ہے۔ جس نے بہتوں کو ہلاک کر ڈالا۔ اور وہ وحدت وجود کا مسئلہ ہے۔ جس کی حقیقت سے یہ لوگ ناواقف محض ہوتے ہیں۔

میرا مطلب صرف اسیقدر ہے کہ میں تمہیں یہ بتاؤں کہ ما ینطق عن الھویٰ کے درجہ پر جب تک انسان نہ پہونچے اسوقت تک اُسے پیشگوئی کی قوت نہیں مل سکتی اور یہ درجہ اسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ انسان قرب الٰہی حاصل کرے۔ قرب الٰہی کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ پر عمل ہو۔ کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کی صفات کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان کی عزت نہ کرے گا۔ اور ان کا پرتو اپنی حالت اور اخلاق سے نہ دکھائے۔ وہ خدا کے حضور کیوں کر جا سکتا ہے مثلاً خدا کی ایک صفت قدوس ہے۔ پھر ایک ناپاک غلیظ ہر قسم کے فسق و فجور کی ناپاکی میں مبتلا انسان اللہ تعالیٰ کے حضور کیونکر جا سکتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے تعلق کیونکر پیدا کر سکتا ہے

(الحکم ۲۴ ر مارچ سنہ ۱۹۰۱ء)

غرض اس دعا میں اول منعم علیہ کے کمال مراتب کے حصول کی دعا ہے۔ پس جب تک انسان اپنے اندرونی سلسلہ خیالات کو چھوڑ کر انا الموجود کی آواز نہ سُنے دعا میں لگا رہے۔ یہ کمال تام کا درجہ

نکاح شیخ محمد حیات صاحب پراچہ تاجر پشمینہ کلکتہ کا نکاح خان بہادر غلام محمد خان صاحب کی صاحبزادی خورشید بیگم سے ایک ہزار روپے مہر پر ۱۷ ر اکتوبر ۱۹۳۴ء کو حضرت اقدس نے پڑھا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو برکت دے۔ (الحکم)

٭ قرآن شریف بھرا پڑا ہے اور قیامت تک اور اسکے بعد تک کی پیشگوئیاں اس میں موجود ہیں جن سے بڑھ کر ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا

تا ہے۔ پھر دوسرا مرتبہ صدیق کا ہے۔ صدق کامل اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک توبۃ النصوح کے ساتھ صدق کو نہ کھینچے۔ قرآن کریم تمام صداقتوں کا مجموعہ اور صدق تام ہے۔ جب تک خود صادق نہ بنے صدق کے کمال مراتب سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے صدیق کے مرتبہ پر قرآن کریم کی معرفت اور اس سے محبت اس کے نکات و حقائق پر اطلاع ملتی ہے چونکہ کذب کذب کو کھینچتا ہے۔ اس لئے کبھی بھی کاذب قرآنی معارف اور حقائق سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ لا یمسہ الا المطہرون فرمایا گیا ہے۔

پھر تیسرا مرتبہ شہید کا ہے۔ عام لوگوں نے شہید کے معنی یہی سمجھ رکھے ہیں کہ جو شخص لڑائی میں مارا گیا اور دریا میں ڈوب گیا یا وبا میں مر گیا وغیرہ۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اسی پر اکتفا کرنا۔ اور اسی حد تک اس کو محدود رکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے۔ اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اس کو متغیر نہیں کر سکتا۔ وہ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے یہاں تک اگر محض خدا تعالیٰ کے لئے اس کو جان بھی دینی پڑے تو فوق العادت استقلال اس کو ملتا ہے۔ اور وہ بدوں کسی قسم کا رنج یا حسرت محسوس کئے اپنا سر رکھ دیتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ بار بار مجھے زندگی ملے اور بار بار اس کو اللہ کی راہ میں دوں۔ ایک ایسی لذت اور سرور اس کی روح میں ہوتا ہے کہ ہر تلوار جو اس کے بدن پر پڑتی ہے۔ اور ہر ضرب جو اس کو پیس ڈالے اس کو پہنچتی ہے۔ وہ اس کو ایک نئی زندگی۔ نئی مسرت اور تازگی عطا کرتی ہے۔ یہ ہیں شہید کے معنی۔

پھر یہ لفظ شہد سے بھی نکلا ہے عبادات شاقہ جو لوگ برداشت کرتے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلتے ہیں۔ اور جھیلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں۔ اور جیسے شہد فیہ شفاء للناس کا مصداق ہے۔ یہ لوگ بھی ایک تریاق ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت میں آنے والے بہت سے امراض سے نجات پاتے ہیں

اور پھر شہید اس درجہ اور مقام کا نام بھی ہے جہاں انسان اپنے کام میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے یا کم از کم خدا کو دیکھتا ہوا یقین کرتا ہے اس کا نام احسان بھی ہے

چوتھا درجہ صالحین کا ہے جن کو مواد ردیہ سے صاف کر دیا گیا ہے۔ ان کے قلوب صاف ہو گئے ہیں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب تک مواد ردیہ دور نہ ہوں اور سوء مزاج رہے۔ تو مزہ زبان تک کا بھی بگڑ جاتا ہے۔ تلخ معلوم دیتا ہے۔ اور جب بدن میں پوری صلاحیت اور اصلاح ہو اس وقت ہر ایک شے کا اصل مزہ معلوم ہوتا ہے۔ اور طبیعت میں ایک قسم کی لذت اور سرور اور چستی اور چالاکی پائی جاتی ہے اسی طرح پر جب انسان گناہ کی ناپاکی میں مبتلا ہوتا ہے اور روح کا قوام بگڑ جاتا ہے۔ پھر روحانی قوتیں کمزور ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ طبیعت میں ایک گھبراہٹ اور پریشانی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب مواد ردیہ گناہ کی زندگی سے پیدا ہوئے تھے توبۃ النصوح کے ذریعہ خارج ہونے لگیں۔ تو روح میں وہ اضطراب اور بے چینی کم ہونے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ آخر ایک سکون اور تسلی ملتی ہے پہلے جو گناہ کی طرف قدم اٹھانے میں راحت محسوس ہوتی تھی۔ اور پھر اسی فعل میں جو نفس کی خواہش کا نتیجہ ہوتا تھا۔ اور جھکنے میں خوشی ہوتی تھی۔ اسطرف جھکتے ہوئے دکھ اور رنج معلوم ہوتا ہے۔ روح پر ایک لرزہ پڑ جاتا ہے۔ اگر اس تاریک زندگی کا وہم یا تصور بھی آ جائے۔ اور پھر عبادات میں ایک لطف۔ ذوق۔ جوش اور ذوق پیدا ہونے لگتا ہے۔ روحانی قوتیں جو گناہ آمیز زندگی سے مردہ ہو چلے تھے۔ ان کا نشو و نما شروع ہوتا ہے اور اخلاقی طاقتیں اپنا ظہور کرتی ہیں۔ یہ چار چیزیں ہیں جن کے لئے ہر انسان دنیا میں مامور کیا گیا ہے اور اس کے حصول کے لئے دعا ہی ایک زبردست ذریعہ ہے۔ اور ہم کو موقع دیا گیا ہے کہ پانچ وقت ان مراتب کو مانگیں۔ لیکن ایک سوال اور مشکل ہے کہ اگرچہ ادعونی استجب لکم فرمایا۔ اور کہا گیا ہے اجیب دعوۃ الداع اذا دعان اور قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور بہت ہی قریب ہے لیکن اگر خدا کی صفات اور اسماء کا لحاظ نہ کیا جائے اور دعا کی جائے۔ تو وہ کچھ بھی اثر نہیں رکھتی۔ صرف اس ایک راز کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ معلوم نہ کرنے کی وجہ سے دنیا ہلاک ہو رہی ہے میں نے بہت لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ ہم نے بہت دعائیں کیں۔ اور ان کا نتیجہ کچھ نہیں ہوا۔ اور اس نتیجہ نے ان کو دہریہ بنا دیا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہر امر کے لئے کچھ قواعد اور قوانین ہوتے ہیں۔ ایسا ہی دعا کے واسطے بھی قواعد اور قوانین مقرر ہیں یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی اس کا باعث یہی ہے کہ وہ ان قواعد اور مراتب کا لحاظ نہیں رکھتے۔ جو قبولیت دعا کے واسطے ضروری ہیں اللہ تعالیٰ نے جب ایک لا نظیر اور بیش بہا خزانہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک اسکو پا سکتا ہے۔ اور لے سکتا ہے .... کیونکہ یہ کبھی بھی جائز نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو قادر خدا مان کر یہ تجویز کریں کہ جو کچھ اس نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اور جو ہمیں دکھایا ہے۔ یہ محض سراب اور دھوکا ہے ایسا وہم بھی انسان کو ہلاک کر سکتا ہے نہیں بلکہ ہر ایک اس خزانہ کو لے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی کمی نہیں وہ ہر ایک کو یہ خزانے دے سکتا ہے۔ اور پھر اس میں کمی نہیں آ سکتی۔

غرض وہ تو ہم کو نبوت کے کمالات تک دینے کو تیار ہے لیکن ہم اس کے لینے کی بھی سعی کریں۔ پس یاد رکھو کہ یہ شیطانی وسوسہ اور دھوکا ہے۔ جو اس پیرایہ میں دیا جا کر کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ اصل یہی ہے کہ وہ دعا قبولیت کے آداب اور اسباب سے خالی محض ہے۔ پھر آسمان کے دروازے اس کے لئے نہیں کھلتے۔ سنو قرآن شریف نے کیا کہا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین۔ اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ جو لوگ متقی نہیں ہیں ان کی دعائیں قبولیت کے لباس سے ننگی ہیں ہاں ہاں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیت ان لوگوں کی پرورش میں اپنا کام کر رہی ہے۔ دعاؤں کی قبولیت کا فیض ان لوگوں کو ملتا ہے۔ جو متقی ہوتے ہیں۔ اب میں بتاؤں گا کہ متقی کون ہوتے ہیں مگر ابھی میں ایک اور شبہ کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگ جو متقی ہوتے ہیں بظاہر ان کی بعض دعائیں ان کے حسب منشا پوری نہیں ہوتیں ہیں۔ یہ کیوں ہوتا ہے؟ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ان لوگوں کی کوئی بھی دعا درحقیقت ضائع نہیں جاتی لیکن چونکہ انسان عالم الغیب نہیں ہے۔ اور وہ نہیں جانتا کہ اس دعا کے نتائج اس کے حق میں کیا اثر پیدا کرنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کمال شفقت اور مہربانی سے اس دعا کو اپنے بندہ کے لئے اس صورت میں منتقل کر دیتا ہے جو اس کے واسطے مفید اور نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ جیسے ایک نادان بچہ سانپ کو ایک نرم اور خوبصورت شے سمجھ کر پکڑنے کی جرأت کرے۔ یا آگ کو روشن دیکھ کر اپنی ماں سے مانگ بیٹھے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ماں خواہ وہ کیسی ہی نادان سے نادان بھی کیوں نہ ہو کبھی پسند کرے گی کہ اس کا بچہ سانپ کو پکڑ لے۔ یا اپنی خواہش کے مطابق آگ کا ایک روشن کوئلہ اس کے ہاتھ پر رکھ دے؟ ہرگز نہیں کیونکہ وہ جانتی ہے کہ یہ اس کی زندگی کو گزند پہنچائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب اور عالم الکل ہے۔ اور مہربان ماں سے بھی زیادہ رحیم و کریم ہے۔ اور ماں کے دل میں بھی یہ رافت اور محبت اسی نے ڈالی ہے سو وہ کیونکر گوارا کر سکتا ہے کہ اگر اس کا عزیز بندہ اپنی کمزوری اور غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے کسی ایسی چیز کے لئے دعا کر بیٹھے۔ جو اس کے حق میں مضرت بخش ہے تو وہ اس کو [illegible] منظور کر لے نہیں بلکہ وہ اس کو رد کر دیتا ہے اور اس کے بجائے اس سے بہتر اس کو عطا کرتا ہے۔ اور وہ یقیناً سمجھ لیتا کہ یہ میری فلاں دعا کا اثر اور نتیجہ ہے اپنی غلطی پر بھی اسکو اطلاع ملتی ہے۔ غرض یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ متقیوں کی بعض دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔ ص ہاں اگر وہ اپنی کمزوری اور نادانی کی وجہ سے کوئی ایسی دعا کر بیٹھیں۔ جو ان کے لئے عمدہ نتائج پیدا کرنے والی نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے بدلے ان کو وہ چیز عطا کرتا ہے۔ جو ان کی شے مطلوبہ کا نعم البدل ہو۔

ص نہیں ان کی [illegible] دعا قبول ہو جاتی ہے

اب اس کے بعد پھر میں اصل مطلب کی کی طرف آتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ متقی کون ہوتے ہیں؟

(باقی آئندہ)

حضرت میر مہدی حسین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے مخلص صحابہ میں سے تھے ۲۹ر اکتوبر ۱۹۳۲ء کو ایران کی طرف اپنے اخراجات پر تبلیغ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اسٹیشن پر ان کے احباب اور مخلصین کا خاصہ اجتماع تھا۔ دعا ہے کہ خدا ان کو کامیاب کرے (مخلص مہر)

احراریوں کی نام نہاد تبلیغی کانفرنس

نامہ نگار خصوصی پیغام صلح لاہور کے چشم دید حالات

اخبار پیغام صلح نے لاہور سے اس کھیل کو دیکھنے کے لئے جو احرار موضع رجادہ میں کانفرنس کے نام سے کھیلنے والے تھے اپنا خاص نمایندہ بھیجا۔ ہم تو چونکہ اس نام نہاد کانفرنس میں خود نہیں جا سکتے تھے اور نہ اپنا نمایندہ بھیج سکتے تھے۔ اسلئے پیغام صلح کے نامہ نگار کا بیان الحکم میں شائع کر دیتے ہیں۔ تاکہ اصل حالات سے پردہ اٹھ سکے۔ پیغام صلح اور اس کے نامہ نگار کو ہماری جماعت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ اسلئے یہ بالکل غیر جانبدارانہ بیان سمجھا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

ملک کے ان شر پسند اور اخلاق نا آشنا لوگوں نے جو اپنے آپ کو احرار کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۲۱، ۲۲، اور ۲۳ اکتوبر کو قادیان کے قریب ایک نام نہاد تبلیغی کانفرنس منعقد کر کے اپنی خصوصیات کا اسطرح مظاہرہ کیا کہ شرافت و انسانیت نے اپنا سر پیٹ لیا۔ ان لوگوں نے اسکا نام "تبلیغ کانفرنس" رکھا۔ لیکن یقین جانیئے کہ اس اجتماع کے ذریعے اسلام صداقت اور اعلیٰ اخلاق کی ذرہ بھر بھی تبلیغ نہیں ہوئی۔ اس سے اسلام اور مسلمانوں کو رتی بھر بھی فائدہ نہ پہونچا بلکہ اس کی بجائے بدزبانی پست اخلاقی کو فروغ ہوا ہے اور اس سے مخالفین اسلام کو اسلام اور مسلمانوں پر ہنسنے اور پھبتیاں اڑانے کا موقع ملا ہے۔

عزم قادیان

منشی ظفر علی کا اخبار "زمیندار" اور احراریوں کے دوسرے ہمنوا اخبارات اس کانفرنس کے متعلق بہت شور مچا رہے تھے۔ بڑے بڑے دعوے کیئے جا رہے تھے کہ ایک لاکھ آدمی جمع ہونگے یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ اس کا تو ہمیں پہلے سے یقین تھا کہ احراری محض دوکانداری کے فروغ کے لئے یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں لیکن یہ دیکھنے کیلئے کہ کسقدر جھوٹ بول رہے ہیں ضروری معلوم ہوا کہ پیغام صلح کا کوئی نامہ نگار خود کانفرنس میں پہونچے۔ ۲۱ اکتوبر کی شام کو یہ طے ہوا۔ اور خاکسار اسی روز ساڑھے دس بجے شب کی گاڑی سے قادیان روانہ ہوگیا۔ قریباً بارہ بجے گاڑی امرتسر پہنچی اور کافی دیر وہاں ٹھیری اپنے درجے کی کھڑکی بند کیئے لیٹا ہوا تھا۔ قریب ہی ریل کے چند بابو کھڑے باتیں کر رہے تھے ایک نے پوچھا کہ قادیان کے مسافروں کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے کہا کہ جو جانے تھے سپیشل ٹرین سے جا چکے۔ اب تو بالکل معمولی تعداد میں جا رہے ہیں۔ احراریوں نے خواہ مخواہ شور مچا کر ریلوے کو مصیبت ڈالدی

بٹالہ میں احراریوں کا "حسن انتظام"

غالباً ڈیڑھ بجے کا عمل ہوگا کہ ٹرین بٹالہ پہونچی یہاں گاڑی تبدیل کی جاتی ہے لیکن گیارہ بجے دن سے قبل قادیان کو کوئی گاڑی نہ جاتی تھی۔ اسلئے میں نے بٹالہ تک کا ٹکٹ لیا تھا۔ یہاں سے موٹر اور تانگہ کے ذریعہ قادیان پہونچنے کا ارادہ تھا۔ میں سواری کی تلاش میں اسٹیشن سے باہر نکلا تو دیکھا کہ دو آدمی پریشان کھڑے ہیں۔ پاس گیا تو معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک ملتان کے معزز سوداگر چرم ہیں۔ دوسرا ان کا ساتھی۔ سوداگر صاحب نے فرمایا کہ دیکھیو ان کانفرنس والوں کی حماقت۔ اخبارات میں فضول شور مچاتے رہے۔ لیکن یہ اعلان نہ کرسکے کہ گیارہ بجے دن سے قبل بٹالہ سے قادیان کو کوئی گاڑی نہیں جاتی۔ ہم سے بھی غلطی ہوئی کہ ٹائم ٹیبل نہ دیکھا۔ اور نیند خراب کر کے مارا مار کر کے یہاں پہونچے۔ پھر انتظام کی یہ کیفیت کہ یہاں کوئی رضاکار بھی موجود نہیں کہ مسافروں کی امداد کرسکے۔ میں تو ایک مولوی کے کہنے پر چلا آیا۔ اگر مجھے یہ حالت معلوم ہوتی۔ تو ہرگز نہ آتا۔ اسکے بعد انھوں نے کانفرنس والوں کے متعلق چند سخت کلمات فرمائے ان کے ساتھی نے ان کی ہمنوائی کی۔ فی الحقیقت اسٹیشن پر احراریوں کا کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ یہ تو رات کا وقت تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ دن کے وقت بھی مسافروں کی امداد کا مطلق بندوبست نہ تھا۔ یہ ان کے "حسن انتظام" کی ایک معمولی مثال ہے۔

بٹالہ سے قادیان کو

میں نے سوداگر صاحب اور ان کے ساتھی کو تسلی دی اور قرار پایا کہ قادیان کے لئے ساجھے میں یکہ لے لیا جائے۔ چنانچہ میں نے بیس منٹ کے اندر اس کا انتظام کرلیا۔ کچھ دیر ہم نے اسٹیشن پر آرام کیا۔ نماز فجر کے بعد قادیان روانہ ہوئے اور ساڑھے سات بجے کے قریب وہاں پہنچ گئے۔

جلسہ گاہ کی کیفیت

احراریوں نے اپنی جلسہ گاہ قادیان کی حدود سے باہر موضع رجادہ میں آریہ سکول کے پاس تیار کی تھی۔ کیونکہ ان لوگوں کی خلاف اسلام حرکتوں کے لئے آریہ سماج کی سرپرستی ضروری تھی آریوں نے اسکول کی عمارت کا بیشتر حصہ ان لوگوں کو دیدیا تھا۔ اس میں بڑے بڑے ملانے ٹھیرے ہوئے تھے۔ اجلاس کے لئے ایک شامیانہ نصب تھا اور دکانوں اور رضاکاروں کے لئے کچھ چھولداریاں تھیں۔ بس یہ کل کائنات تھی "بخاری نگر" کی۔ دور سے چھولداریاں بالکل بازیگروں کا ڈیرہ معلوم ہوتی تھیں۔ منشی ظفر علی کے اخبار کی دوکان بھی موجود تھی جہاں "ضمانت نمبر" کے گٹھے رکھے تھے لیکن کوئی پوچھتا تک نہیں تھا اس کے قریب ہی "زمیندار" کے چھوٹے بھائی احسان کی دوکان تھی یہ دونوں اپنی ضمانتوں کا واسطہ دے کر بھیک مانگ رہے تھے احراری اخباروں نے "بخاری نگر" کے حالات بالکل الف لیلیٰ کے انداز میں لکھے ہیں۔ جو بالکل جھوٹ ہیں۔ ایک معمولی ہوٹل کو چھوڑ کر جس کا وجود احراری لیڈروں کی کثرت چائے نوشی اور چٹورپن کا شرمندہ احسان ہوتا۔ باقی دوکانیں نہایت معمولی اور میلی تھیں تعداد بھی ان کی کچھ زیادہ نہیں۔ ایک چھوٹے سے دیہاتی میلہ اس سے زیادہ دکانیں دکھائی دیجاتی ہیں

احراریوں کی شرمناک بدزبانی

میں جلسہ گاہ کے احاطہ کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ تین چار جگہ رضاکار کھڑے نہایت گندے اخلاق سوز اشعار احمدیت کی مخالفت میں پڑھ رہے ہیں۔ ملانے ان کی بدزبانی پر پھولے نہیں سماتے۔ چند آریہ اور سکھ بھی ان کی ان حرکتوں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے میں نے اپنے مختصر قیام میں ایسے مناظر متعدد مرتبہ دیکھے۔ اس کے علاوہ جلسہ گاہ میں قدم قدم پر احمدیت کیخلاف نہایت گندہ بازاری لٹریچر فروخت ہو رہا تھا۔

مہتمم مجلس استقبالیہ سے ملاقات

میں نے جاتے ہی پریس ٹکٹ کے لئے کوشش کی۔ بڑی تلاش کے بعد مہتمم مجلس استقبالیہ سے ملاقات ہوئی۔ ان کو چند ملانوں نے گھیر رکھا تھا۔ اور ایک ملا صاحب کے ہاتھ میں دو آنے تھے وہ چائے کا مطالبہ فرما رہے تھے۔ تین ملانے کھڑے کھانے کی پرچیاں مانگ رہے تھے۔ مہتمم صاحب بگڑ بگڑ کر کہہ رہے تھے کہ ہم اتنے آدمیوں کو کہاں سے کھانا کھلائیں۔ جاؤ دوکانوں سے کھاؤ۔ جب بل آئینگے تو کون ادا کرے گا؟ یہ بات عرض کر دینا ضروری ہے کہ محدود تعداد ملانوں اور رضاکاروں کے سوا مجلس استقبالیہ نے کسی آدمی کے کھانے یا چائے کا انتظام نہ کیا تھا۔ رہائش کی بھی کم و بیش یہی کیفیت تھی۔ خیر میں نے ٹکٹ کے لئے عرض کیا۔ پہلے کہا ختم ہو گئے ہیں پھر کہا کہ دس بجے آکر لے جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ شاید آپ اسوقت یہاں نہ ہوں۔ اسپر انھوں نے یقین دلایا کہ نہیں ضرور مل جائینگے۔

پولیس کا غیر معمولی انتظام

چونکہ اسوقت مجلس انتخاب مضامین کا اجلاس ہو رہا تھا۔ کھلا جلسہ دس بجے کے بعد شروع ہونا تھا۔ اس لئے میں نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور قادیان چلا گیا۔ جلسہ گاہ کے قریب بھی معمولی تعداد میں پولیس موجود تھی۔ لیکن قصبہ کے اندر جاکر دیکھا تو ہر طرف پولیس ہی پولیس دکھائی دیتی تھی۔ معلوم ہوا کہ چھ سات سو سوار پولیس کے موجود ہیں جنھوں نے بستی سے باہر اپنا کیمپ لگایا تھا ڈپٹی کمشنر و دیگر حکام کا کیمپ قادیان سے تین چار میل کے فاصلے پر موضع سرچوال میں تھا۔ ایک ذمہ دار شخص سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہاں کچھ گورہ فوج اور چند مشین گنیں بھی موجود ہیں۔ میں قلت وقت کی وجہ سے وہاں نہ جا سکا۔ احراریوں کے اجتماع کی وجہ سے دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی۔ جو لوگ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے گاڑی سے اترتے ان سے لاٹھی اور چھڑی وغیرہ چھین لی جاتی اور انھیں بالعموم پولیس کی نگرانی میں جلسہ گاہ میں پہنچایا جاتا۔ احراریوں کا کوئی جلوس قادیان کے قریب نہیں آنے دیا گیا۔ متفرق طور پر لوگ ضرور جاتے رہے۔ حالانکہ احراری لیڈروں نے کئی مرتبہ سختی سے اس کی مخالفت کی۔ قادیانیوں کو خلیفہ صاحب اور حکام کی طرف سے جلسہ گاہ میں جانے کی سخت ممانعت تھی۔

قادیان کی کیفیت

قادیان کے بازاروں میں پولیس اور لوگوں کی وجہ سے خاصی رونق تھی پولیس کے سخت انتظام کے باوجود احراریوں کے بعض ہمخیال شرارت اور بدزبانی سے باز نہیں آتے تھے۔ دوکانداروں کو دق کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود کی شان میں چھپے چھپے گستاخیاں کر رہے تھے۔ قادیان کی بعض مساجد میں جناب خلیفہ صاحب کی طرف سے یہ نوٹس لکھا دیکھا کہ اگر کوئی قادیانی جلسہ گاہ میں گیا تو اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ قادیانیوں نے بیسیوں کیمروں کا انتظام کر رکھا تھا تاکہ اگر کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آئے تو فوراً اس کا فوٹو لے لیا جائے۔

شرکائے کانفرنس کی تعداد

سفر قادیان اور وہاں کے بہت ہی مختصر قیام کی سرگذشت خلاف توقع طویل ہوتی جا رہی ہے۔ اسلئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شرکائے کانفرنس کی صحیح تعداد لکھدی جائے۔ کیونکہ اس کے متعلق احراری اخبارات نہایت ڈھٹائی سے سفید جھوٹ بولرہے ہیں۔ میں نے کانفرنس کے تین اجلاس اپنی آنکھوں سے دیکھے چند معتبر آدمیوں سے ۲۱ اکتوبر کی کیفیت بھی پوچھی اور نہایت احتیاط سے اندازہ لگایا۔ اس لئے نہایت وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ حاضرین کی تعداد سات آٹھ ہزار سے کسی صورت میں بھی

زیادہ نہیں تھی۔ احراری ملانے اور رضاکار۔ قریبی علاقہ کے مسلمان اور سکھ زمیندار جو کثیر تعداد میں کانفرنس کو ایک میلہ سمجھ کر آ گئے تھے۔ سب اس میں شامل ہیں اگر بٹالہ اور قریبی دیہات کے لوگوں اور رضاکاروں اور ملانوں کو علیحٰدہ کر دیا جائے۔ تو یہ شرکار کی تعداد غالباً ایک ہزار تک بھی نہیں پہونچتی۔ زمیندار نے صرف رضاکاروں کی تعداد ڈھائی ہزار لکھی ہے حالانکہ دو تین سو سے زیادہ رضاکار وہاں موجود نہ تھے اس سے ان لوگوں کی ایمانداری کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے

(پیغام صلح)

اس بیان سے اس کانفرنس کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اسقدر احرار ہو گئے ہیں کہ سچ اور جھوٹ کی تمیز سے بھی آزاد ہو گئے ہیں

احرار کانفرنس کی غرض

احرار نے بڑا زور مارا کہ وہ قادیان میں اپنی کانفرنس کر سکیں۔ مگر ان کو کامیابی نہ ہوئی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان میں کوئی جگہ ایسی نہیں جس پر یہ لوگ اپنا جلسہ کر سکتے اسی لئے ان کو آریہ سماج کی پناہ میں جانا پڑا۔ اور وہ بھی قادیان سے باہر ایک دوسرے گاؤں میں۔

قادیان میں غیر احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے ان میں چند آدمی اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے احراریوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ ورنہ یہاں ایسے شرفا کی جماعت موجود ہے۔ جو ان لوگوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے

احرار کی غرض اس جگہ آنے کی سوائے شرارت اور اشتعال کے کچھ نہ تھی جیسا کہ ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ وہ محض فساد کی غرض سے آئے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ وہ خائب و خاسر واپس گئے۔ تاہم وہ اس جنگل میں بیٹھ کر اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر ہماری جماعت کو کوستے اور گالیاں دیتے رہے اور نہایت گندی اور دل آزار نظمیں پڑھتے رہے

مجسٹریٹ صاحبان کی عدم توجگی

مگر افسوس ہے کہ مجسٹریٹ صاحبان نے ان کے منہ میں لگام دینے کی کوشش نہ کی

مجسٹریٹ صاحب علاقہ تو ہر وقت موجود رہے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور بھی متعدد مرتبہ آتے رہے۔ اور ان کے نوٹس میں یہ بات آتی رہی کہ یہ لوگ دل آزاری اور توہین کر رہے ہیں۔ اور ایک مذہبی جماعت کے مقدس راہنماؤں کی شان میں گندے سے گندے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ مگر انھوں نے ان کو روکنا ایک دفعہ بھی پسند نہ کیا۔

گذشتہ پرچہ میں افسران ضلع کے متعلق جو کچھ لکھا تھا اس سے میری مراد ان ... انتظامات کے متعلق تھی جو صاحب سپرنٹنڈنٹ کی نگرانی میں پولیس کر رہی تھی۔ ورنہ ہم کو اس امر کا سخت افسوس رہا ہے کہ کسی مجسٹریٹ نے اپنے فرض منصبی کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ حتیٰ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب نے بھی احراریوں کے منہ کو لگام دینے کی کوشش نہیں کی ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ رات کے دو دو بجے تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی شان میں ایسے ناواجب الفاظ استعمال کرتے رہتے۔ جن کا استعمال کرنا دونوں قوموں کے درمیان خونریز جنگ کا باعث ہو سکتا تھا اور جس سے ملک کے امن کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ (باقی آئندہ)

درود شریف

جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی و منشی فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ نے ایک کتاب درود شریف کے متعلق گذشتہ سالانہ جلسہ پر شائع کی تھی۔ اب پھر اس کا دوسرا ایڈیشن بہت اضافہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس موضوع پر یہ سلسلہ میں پہلی کتاب ہے، اور جس لطیف پیرایہ میں اس کتاب کو لکھا گیا ہے۔ وہ ایسا دلچسپ ہے کہ ایک دفعہ شروع کر کے پھر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ مضمون اسقدر کھلے۔ صاف اور آسان الفاظ میں ہے کہ مبتدی سے مبتدی بھی آسانی سے پڑھ کر ان باتوں کو دل نشین کر سکتا ہے یہ کتاب صرف مولانا ہی کی تحریر کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رض اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے کلمات طیبات نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب بہت محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور حضرت مولوی صاحب اس تصنیف پر مستحق مبارکباد ہیں۔

کتاب **۶۳۳** صفحات کا مجموعہ ہے۔ لکھائی۔ چھپائی کاغذ بہت عمدہ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف آٹھ آنے ہے۔ میرے نزدیک یہ کتاب کثرت سے تقسیم کی جائے تاکہ لوگوں کو اس محسن حقیقی پر درود بھیجنے کے فوائد معلوم ہوں اور وہ درود بھیجکر ہر قسم کے روحانی فوائد سے متمتع ہوں۔ اسلئے بطور ہدیہ کے اپنے دوستوں میں تقسیم کریں کیونکہ یہ بہترین ہدیہ ہے۔ ذیل میں اس کتاب کی مختصر سی فہرست شائع کر دی جاتی ہے تاکہ احباب کو اس کتاب کی اہمیت کا علم ہو سکے

مختصر فہرست

حمد الٰہی و مناجات

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام
بزبان عربی۔ فارسی اردو۔

مدح نبوی

مدح نبوی بھی صلوٰۃ علی النبی میں داخل ہے
مدح نبوی از قرآن کریم
مدح نبوی از حضرت مسیح موعود
بزبان عربی فارسی اردو۔

درود شریف

حکم قرآن شریف در بارہ درود شریف
ذی کشوف رویائے حضرت مسیح موعود
تعلیمات و ارشادات حضرت مسیح موعود

ہدایات

شرائط بیعت میں درود کے التزام کی تاکید
عملی طریق کی تعلیم میں درود کی تاکید
درود پڑھنے کا صحیح طریق
درود شریف ذاتی محبت سے پڑھنا چاہیے
درود شریف جوش سے پڑھنا چاہیے
درود شریف کی حکمت
درود لذت اور انشراح سے پڑھنا چاہئے۔
نماز میں درود وغیرہ دلی جوش سے پڑھنا چاہئے۔
نماز میں درود اپنی زبان میں پڑھنا جائز
تہجد سے معذوری کے وقت درود وغیرہ اذکار کی ہدایت
دعا استخارہ میں درود شریف کی ہدایت
کسی کرشمہ قدرت کے دیکھنے کے وقت درود کی ہدایت
مجالس تذکرہ میں درود شریف
دلائل الخیرات وغیرہ کے ورد کا کیا حکم ہے۔

برکات

درود دارین کی محمودیت کا ذریعہ ہے
" نزول انوار نبویہ " "
" زیارت نبوی " "
" اندفاع قبض روحانی " "
" رضائے الٰہی در بارہ نبوی " "
" حصول استقامت و قبولیت دعا۔
" حصول شرف غلامی آنحضرت
" دفع غموم و افکار و حل مشکلات

فضائل

درود استغفار اور نماز بہترین وظیفہ ہے
درود میں آنحضرت کے احسانات کی شکرگزاری
نمازوں میں حضرت مسیح موعود کی اصل دعا درود شریف
درود میں تمام دعائیں آ جاتی ہیں
درود ہی کا ہدیہ آنحضرت کو پہنچتا ہے
" کمی صدقہ کی تلافی ہے
ملائکہ حضرت کو درود پہنچاتے ہیں
حقیقی برکات صرف درود خواں پر نازل ہوتے ہیں
درود شریف اور احادیث نبویہ
آنحضرت کے درود خواں پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے۔
درود عفو ذنوب و حصول حسنات و رفع درجات کا ذریعہ ہے
درود جنت کی راہ ہے
" نجات اخروی کا ذریعہ ہے
" قیامت کے روز آنحضرت کے قرب تعلق کا خاص ذریعہ ہوگا
درود شفاعت نبوی کا ذریعہ ہے
" تمام دعاؤں سے افضل اور جامع دعا ہے۔
درود قبولیت دعا کا ذریعہ ہے
" قضائے حاجات کا " "
" کشائش " "
" دافع پریشانی ہونیکا " "
" بھولی ہوئی بات کے یاد آنیکا "
" کمی صدقہ کی تلافی کا "
" ہر ایک درود خواں کی طرف سے آنحضرت کو درود پہنچتا ہے

دیگر ہدایات

درود پوری توجہ اور کوشش سے پڑھنا چاہئے۔
درود سچی محبت اور خلوص دلی سے پڑھنا چاہئے۔
درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ وغیرہ

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح اول رض
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی
درود پر خطبہ حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ
بعض مزید ہدایات از حضرت مسیح موعود علیہ السلام وغیرہ۔

قیمت مجلد ۱۲ر   قیمت غیر مجلد ۸ر

علاوہ محصول ڈاک

تمام درخواستیں۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

ولادت

یہ خبر نہایت خوشی سے پڑھی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے چودھری اللہ بخش صاحب مالک اللہ بخش سٹیم پریس کے دوسرے بیٹے چودھری عبدالمنان صاحب کے گھر میں لڑکا دیا ہے۔

چودھری صاحب کو ہم اس پوتے کی پیدائش پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عمر دراز کرے اور خادم دین بنائے آمین (الحکم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ

حضرت مولوی جندوڈا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(از قلم جناب علی محمد صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ بستی بزدار)

بستی بزدار کی ایک قابل احترام ہستی جو اس دنیا فانی سے کوچ کر کے اپنے پیارے مولیٰ کے حضور پہنچ چکی ہے۔ یعنی مولوی جان محمد المعروف مولوی جندوڈا صاحب مرحوم و مغفور جو کہ دسمبر ۱۹۲۲ء میں فوت ہوئے۔ اور اب تک ان کے حالات پردہ اخفا میں رہے۔ خیال آیا کہ ایک خدا کے پیارے کے حالات جتنے مل سکتے ہیں محفوظ ہو جائیں۔ سو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے لکھتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

مولوی صاحب مرحوم کے والدین بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ماں کی زندگی میں اپنی ہی بستی میں قرآن مجید میاں حسن صاحب مرحوم سے پڑھا۔ جب آپ کی عمر بارہ چودہ برس کی ہوئی تو آپ گھر سے نکل کھڑے ہوتے۔ اس زمانہ میں موضع مانک پور جو کہ ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے کے پیر جو کہ اکثر بستی بزدار میں آیا کرتے تھے۔ پھرتے پھراتے مولوی صاحب وہاں چلے گئے وہاں بھی ایک مولوی صاحب سے کچھ پڑھتے رہے۔ اور درس و تدریس بھی جاری رکھا۔ اور بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے رہے مولوی صاحب مرحوم آزاد خیال آدمی تھے۔ اور موحدانہ خیالات رکھتے تھے۔ جب کبھی دل نہ لگا تو وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔ اب آپ کی عمر پچیس تیس برس کی ہو چکی تھی۔ آپ نے یہاں آ کر ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی اور پچیس برس تک اس کے عمر بسر کی۔ جب آپ کی شادی اس بیوہ عفیفہ سے ہو چکی تو آپ نے بستی بزدار میں رہائش اختیار کی۔ چونکہ عالم تھے۔ اس لئے تمام لوگوں کے کہنے سے یہاں ہی درس تدریس کا سلسلہ جاری کیا اور اہل دیہہ کے تمام لڑکے لڑکیاں مولوی صاحب مرحوم سے استفادہ حاصل کرنے لگے۔ چھوٹے بچوں کے علاوہ بڑی عمر کے لوگ بھی آپ سے فارسی کتابیں پڑھنے لگے۔ گویا مولوی صاحب بستی بزدار میں ایک ممتاز ہستی تسلیم کئے گئے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا۔ اور مولوی صاحب مرحوم سے ایک بہت بڑی قربانی چاہتا تھا۔ اور لوگوں کی نظر میں ایک گہری عزت دینا چاہتا تھا اور اس کے بدلے مسیح وقت کی غلامی چاہتا تھا۔ اس لئے آپ لوگوں کی نظر میں ایک بزرگ تسلیم کر دیا۔ مولوی صاحب مرحوم نے ہی بستی بزدار میں جمعہ کی نماز کی بنیاد ڈالی۔ اس سے پہلے لوگوں کا خیال تھا کہ یہاں جمعہ کی نماز نہیں ہو سکتی۔ مگر آپ نے آتے ہی جمعہ کی نماز شروع کرائی۔ اور تمام لوگ اقتدا میں نماز پڑھنے لگے۔ اب تمام علاقہ میں غیر احمدی بھی جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے ایک بیوہ عورت سے شادی کی اور بیس برس اسی طرح گذر گئے۔ لیکن آپ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آپ نے اس بارے میں بہت سی دعائیں کیں اور بزرگوں کی خانقاہوں جا جا کر بھی دعائیں کرتے رہے اور

کشف

بعض بزرگوں سے کشفی طور پر ملے۔ اور انھوں نے کشف میں فرمایا کہ اس عورت سے اولاد نہ ہوگی۔ آخر ایک دفعہ ارادہ کیا کہ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پہ جا کر دعا کروں شاید کامیابی کی کوئی صورت پیدا ہو جائے آخر ایک دن پوری تیاری کی کہ کل صبح روانہ ہونگے۔ رات کو رویا میں دیکھا سلطان باہو رحمۃ اللہ تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں۔ اس بیوی کے اولاد نہ ہوگی۔ آخر مولوی صاحب مرحوم کو نکاح ثانی کا خیال پیدا ہوا۔ اور اس بارے میں دعائیں شروع کیں

رویا

کچھ عرصہ بعد ایک رویا میں چاروں خلفاء رضوان اللہ علیہم کو خواب میں دیکھا۔ اُن کی طرف سے ایک چھوٹا سا دوپٹہ جو بہت خوبصورت تھا عطا کیا گیا اور آپ بہت خوش ہوئے۔ آخر اسی رویا کی بنا پر آپ نے نکاح ثانی کی کوشش شروع کی۔ اور اپنے ایک پرانے دوست کے پاس گئے۔ اس کی ایک چھوٹی سی لڑکی تھی۔ ان سے نکاح ثانی کے بارے میں کہا۔ لیکن اس نے کہا کہ آپ کی عمر میری عمر کے برابر ہے۔ اور لڑکی چھوٹی ہے۔ دوسرے یہ کہ میرے ہاں اس لڑکی کے سوا اور کوئی اولاد نہیں۔ اسلئے میں اس صورت میں اتنی مسافت اپنی لڑکی کو نہیں دے سکتا۔ مولوی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اگر آپ کے ہاں کوئی اولاد ہو جاتے۔ تو کیا پھر بھی یہ رشتہ مجھے نہ دو گے؟ آخر اس دوست نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ اگر میرے ہاں اور اولاد خداوند کریم نے دی۔ تو اس لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ خدا کی شان کچھ عرصہ بعد اس شخص کے ہاں دو بچے اور پیدا ہوتے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ جب مولوی صاحب مرحوم جب ان کے پاس گئے تو آپ کا نکاح اس شخص نے اپنی بڑی لڑکی کے ساتھ کر دیا۔ جس سے مولوی صاحب مرحوم کے ہاں اولاد ہوئی۔

مسجد کی تعمیر

جب آپ کا نکاح ثانی ہو چکا اور آپ نے مستقل رہائش بستی بزدار میں اختیار کر لی۔ تو آپ کو ایک مسجد بنوانے کا خیال پیدا ہوا۔ اس کے لئے آپ نے اپنی ملکیتی زمین کا ایک حصہ وقف کر دیا۔ جس جگہ پہلے درس ہوتا تھا اس جگہ ایک مسجد بنوا دی۔ جو اس وقت مسجد احمدیہ ہے۔ اور جو جماعت احمدیہ بستی بزدار کے اجتماع کا باعث بنی ہوئی ہے۔

احمدیت کا ذکر

مولوی صاحب فرماتے تھے۔ کہ جب ہم مانک پور میں پڑھتے تھے۔ تو اکثر ان باتوں باتوں میں مہدی کے بارے میں ذکر آیا۔ تو آپ کے استاد نے فرمایا کہ بہت ممکن ہے کہ حاضرین میں سے کوئی شخص مہدی علیہ السلام کو دیکھے۔ سو میں نے خداوند کریم کے فضل سے اپنی آنکھوں سے مہدی علیہ السلام کو دیکھ لیا۔

ایک رویا اور حضرت مسیح موعود کی زیارت

جس وقت مسجد تیار ہو گئی اور لوگ مولوی صاحب مرحوم کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے تو آپ نے ایک رویا دیکھا کہ ایک اونچا مکان ہے۔ اس پر ایک شخص جو نہایت وجیہ اور خوبصورت ہے ٹہل رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے۔ ایک شخص پہلے آیا تھا (مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اور اب میں آیا ہوں اور فرمایا کہ اس بات کا اعلان کر دو۔ ایک تختی دی جس پر آخری دو سورتیں لکھی ہوئی تھیں۔

مولوی صاحب فرماتے تھے کہ جب میں نے حضرت اقدس کی زیارت کی تو مجھے وہ رویا یاد آیا یعنی جو شخص اونچے مکان میں اعلان کر رہا تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔

قبول احمدیت

اس رویا پہ کچھ عرصہ گزر گیا۔ تو مولوی ابوالحسن صاحب (جو ضلع ڈیرہ غازی خان میں احمدیت کے باوا آدم ہیں اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت دے۔ اور تمام دینی دنیوی تفکرات سے اپنے امن میں رکھے اور ان کی اولاد کو بھی باپ کا سچا جانشین بنائے۔ آمین) جو مولوی صاحب مرحوم کے کسی زمانہ میں ہم درس رہے تھے۔ بستی بزدار میں تشریف لائے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر خیر سنایا۔ آپ نے بیعت کا خط تحریر کرا دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد والد صاحب اللہ بخش خان نے بھی بیعت بذریعہ خط کر لی۔ کچھ عرصہ بعد ہر دو بزرگوں نے سنا کہ بستی مندرانی میں ایک شخص آیا ہوا ہے۔ جو قادیان شریف سے آیا ہے۔ یہ دونوں بزرگ مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے جو بہت عرصہ قادیان دارالامان رہ کر پڑھتے رہے تھے اور حضرت اقدس خلیفہ اول کے شاگرد تھے۔ ان سے تمام حالات سن کر اپنے دل کو ذکر حبیب سے محظوظ کیا۔

شوق زیارت مسیح موعود

آخر جب مولوی صاحب مرحوم حضرت اقدس کی غلامی میں آ گئے۔ تو لوگ سخت

مکتوبات احمدیہ جلد اول
جس میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں
قیمت صرف ایک روپیہ
ملنے کا پتہ الحکم بکڈپو قادیان

مخالفت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کہا ہم مسجد کو گرا دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ شخص کافر ہو گیا ہے۔

خدا کی قدرت ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم ایسے غنی الطبع واقع ہوئے تھے کہ دنیا کی محبت ان کے دل میں نہ تھی (لیشربون من کاس کان مزاجہا کافورا) اور کبھی آپ نے مال جمع نہ کیا تھا۔ اسلئے کوئی نقدی پاس نہ رکھتے تھے۔ ادھر شوق زیارت ہر وقت بھی بے چین کر رہا تھا۔ آخر قبلہ والد صاحب اور مولوی صاحب مرحوم نے تیاری کی۔ کچھ تھوڑی سی رقم والد صاحب نے اکٹھی کی جو بالکل کم تھی۔ اور زیادہ سے زیادہ ایک آدمی کا ایک طرف کا کرایہ مشکل ہو سکتا تھا۔ کچھ تھوڑے سے ستو بنوا لئے۔ اور دونوں دوست بعد شوق اور نہایت خوشی بے سروسامانی کی حالت میں دیار محبوب کی طرف چل پڑے۔ والد صاحب خدا ان کی عمر میں برکت دے فرماتے ہیں کہ اکثر پیدل اور کسی جگہ گاڑی پر غالباً ستان سے امرتسر تک گاڑی پر اور باقی پیدل چلتے ہوئے وارد قادیان دارالامان ہوئے یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت شہید مرحوم قادیان سے ہو کر واپس تشریف لے گئے تھے اور وہاں جا کر شہید ہو گئے تھے آپ ہفتہ عشرہ مقیم رہ کر حضرت اقدس کی صحبت سے لطف اندوز ہوتے رہے

مخالفت

جب آپ قادیان شریف سے واپس تشریف لائے۔ اور لوگوں کو وہاں کے حالات سنائے۔ تو بعض لوگ جو آپ پر حسن ظن رکھتے تھے آپ کے ساتھ ہو گئے۔ لیکن جب مخالفت کا طوفان امنڈا اور ہر طرف ایک شور برپا ہوا تو سوائے دو تین آدمیوں کے سب کے سب الگ ہو گئے۔ وہ لوگ جو آپکے ساتھ شامل ہوئے اور آخر تک ثابت قدم رہے یہ ہیں:—

(۱) پھل خان مرحوم جو ۱۹۱۵ء میں فوت ہوئے جو ایک مخلص اور مبلغ احمدیت تھے۔ کوٹ قیصرانی میں اکثر ان ہی کے ذریعہ تبلیغ ہوئی۔ باوجود ناخواندہ ہونے کے تبلیغ کرتے تھے۔

(۲) محمود خان (۳) محمد حیات خان جو ۱۹۲۴ء کے سالانہ جلسہ میں شریک ہوتے واپسی پر سردی ایسی شدت سے لگی کہ مرحوم جانبر نہ ہو سکے اور چند دن کے بعد فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نہایت صالح نوجوان تھے۔ ان کا ایک یتیم بچہ نہایت چھوٹی عمر کا رہ گیا تھا۔ جو اب مڈل پاس کر چکا ہے۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب آپ واپس آئے تو سخت مخالفت شروع ہوئی۔ اور وہ لوگ جو مالی امداد کرتے تھے سب الگ ہو گئے۔ اور مولوی صاحب مرحوم کا کوئی ذریعہ معاش کا نہ رہا لیکن آپ نہایت صبر سے زندگی بسر کرتے رہے اور کسی نے اچھے طور پر امداد کر دی ورنہ کسی کے آگے اپنی حاجت نہ لے گئے۔ محنت مزدوری سے اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پالتے رہے۔ کیونکہ دوسری بیوی سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور اچھا بھلا کنبہ بن گیا۔

رؤیا

فرماتے تھے ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تمام لوگ زنار پہنے ہوئے ہیں اور میں نے کوشش کی کہ ان کو مسلمان بناؤں اور ان کے زناروں کو توڑ دوں۔ لیکن تھوڑے لوگوں کے زنار توڑے جا سکے اور بعض لوگوں کے زنار باوجود بہت کوشش کے نہ ٹوٹے اور فرماتے کہ صبح میرے دانت درد کر رہے تھے کیونکہ بعض زنار بہت سخت تھے۔

عادات

مولوی صاحب مرحوم مجذوبانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ تمام عمر زمین پر سوتے رہے۔ مجھے یاد نہیں کہ کبھی آپ چارپائی پر سوئے ہوں۔ رات کا پچھلا حصہ اکثر جاگ کر گذارہ کرتے تھے۔ اور اپنے مولا کی یاد میں صرف کرتے تھے۔ اکثر مسجد جو گھر کے ساتھ ملحق تھی اس میں سوتے تھے۔ ہاں سردیوں میں اپنی چھوٹی سی کوٹھری میں بال بچوں میں جا کر سوتے تھے۔

پابندی نماز

ابتدا ہی سے آپ اول وقت نماز پڑھنے کے عادی تھے۔ جب سورج قدرے زوال ہوتا اذان دے دیا کرتے تھے۔ کوئی آ جاتا تو بہتر ورنہ اپنے آپ ہی نماز پڑھ لیا کرتے۔ نماز با جماعت کے بہت پابند تھے۔ لیکن زیادہ عرصہ انتظار کبھی نہ کرتے تھے اور ہر نماز میں آپ کا یہی طریق تھا۔ صبح کی اذان بہت سویرے دیتے۔ اور اسیطرح مغرب کی اذان۔ بعض لوگ کہتے کہ مولوی صاحب تو دن بھی غروب نہیں ہونے دیتے۔

غرضیکہ اپنی عمر نہایت تقوے سے بسر کر کے اپنے مولا کے پاس چلے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہم اغفر وارحم وانت خیر الرحمین

میں کیوں کر احمدی ہوا؟

چودھری محمد علی خان اشرف ہیڈ ماسٹر بیرم پور کے حالات

خاکسار ۱۶ر اکتوبر ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوا۔ اور سوا چار سال کی عمر میں تعلیم شروع کی۔ ورنیکلر مڈل پاس کر کے محکمہ پٹوار میں داخل ہو کر ہوشیارپور پہنچا۔ مگر وہاں سے دل برداشتہ ہو کر اسلامیہ ہائی سکول ہوشیارپور میں انگریزی تعلیم حاصل کرنے لگا۔ اور چند مہینوں میں اینگلو مڈل بڑی شان و شوکت سے پاس کیا۔ اوائل زندگی قبر پرستی میں گذری۔ مگر ہوشیارپور میں میرے خیالات آریہ سماج میں جانے کی وجہ سے دہریت اور پھر آریہ مت کی طرف منتقل ہو گئے۔ اور اینگلو مڈل بڑی تزک و احتشام پاس کرنے کی وجہ سے آریہ سماج میری عاشق ہو گئی اور اس نے مجھے اپنی طرف راغب کرنے کے لئے اور اپنے سکول میں لے لینے کی خاطر بے حد جد و جہد شروع کر دی۔ اسی دوران میں میاں اکبر علی مرحوم تاجر کتب ہوشیارپور سے میری جان پہچان ہو گئی۔ وہ خفیہ احمدی تھے۔ انھوں نے دریافت کیا اب کیا ارادہ ہے؟ میں نے آریہ مت قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا وہ کہنے لگے کہ کیوں؟ میں جواب دیا کہ اسلام میں کیا رکھا ہے۔ سماج میں تو مزے ہی مزے ہیں۔ خوب بھجن ہوتے ہیں۔ راگ رنگ اور طرح طرح کے نظاروں سے طبیعت خوب بہلتی ہے۔ انھوں نے اصرار کیا کہ قبل اس کے تم آریہ مت اختیار کرو۔ پہلے اسلام کی چھان بین کر لو۔ میں نے پوچھا کہ کہاں کروں؟ مولوی لوگ تو برائے نام مسلمان ہیں قل اعوذیئے۔ جمعراتیئے اور ختم وغیرہ پڑھ کر روٹی کھانے والے ہیں۔ یوں ہی بگلا بھگت دکھائی دیتے ہیں۔ بسم اللہ کے معنی پوچھو تو تتلاتے ہیں۔ لمبی لمبی تسبیحیں پھیر کر گنڈے تعویذوں سے مسلمانوں کا مال ڈکارتے ہیں۔ یوں ہی تقدس مآب بنے ہوئے ہیں اور ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

کے مصداق ہیں۔ خیر انھوں نے باصرار کہا کہ میں جگہ بتلاتا ہوں وہاں پہنچکر اسلام کی تحقیقات کرنے کے بعد جو چاہو کرنا۔ مگر پہلے وعدہ کرو کہ جگہ بتلائے بغیر وہاں چلے جاؤ گے میں نے کہا۔ ہاں ہاں وہاں ضرور جاؤں گا انھوں نے مجھے قادیان مغلاں کی طرف راہنمائی کی۔ وہاں سے چھوٹتے ہی اپنے والد بزرگوار سے رشتہ داروں سے ملنے کا بہانہ کر کے سیدھا پیدل قادیان پہنچ گیا اور حضرت حکیم الامۃ کے درس مبارک میں داخل ہوا۔ چونکہ آپ اپنے عمر رسیدہ شاگردوں کو اپنے مطب میں حدیث و فقہ اور طب وغیرہ کا دیتے تھے۔ آپنے درس میں شامل ہو کر مجھ غریب سے دریافت فرمایا بچے کہاں سے آئے ہو کیا مطلب ہے؟ میں نے اپنا مدعا ظاہر کیا۔ پھر فرمایا کچھ پڑھے لکھے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اینگلو ورنیکلر مڈل پاس ہوں۔ آپ نے نہایت پیار سے مجھے مولوی قاضی یار محمد صاحب (وکیل نور پور) کے سپرد کر کے فرمایا کہ مفتی صاحب (حضرت مفتی محمد صادق صاحب) کے پاس لے جاؤ اس کی دینی و دنیوی تعلیم کا انتظام کر دینگے۔ حضرت مفتی صاحب نے مجھے مہتمم لنگر خانہ و مہمانخانہ کے سپرد کر کے فرمایا کہ صبح کو سکول حاضر ہو جاؤ۔ سب بندوبست ہو جائے گا۔ اگرچہ میرے خیالات پراگندہ تھے۔ مگر پکا نمازی تھا مسجد میں آمد و رفت کے باعث معلوم ہوا کہ ہم سنی ہیں اور یہاں کے باشندے وہابی دکھائی دیتے ہیں چنانچہ ایک روز نماز ظہر یا عصر پڑھ کر نکلنے لگا تو جماعت کی صف بندی شروع ہو گئی۔ مجھے ایک عمر رسیدہ بزرگ نے زبردستی جماعت کے ساتھ شامل ہونے کے لئے کہا میں نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے کہ بابا میں نماز پڑھ چکا ہوں۔ مگر نقار خانہ میں طوطی کی صدا کون سنتا ہے مجھے جبراً شامل کیا گیا۔ مرتا کیا نہ کرتا طوعاً و کرہاً کھڑا ہو گیا۔ مگر دل میں یہی دعا کرتا رہا کہ الٰہی میرا گناہ بخشیو میں دیدہ دانستہ ان کے ساتھ شامل نہیں ہوا۔ بعد ازاں قادیان سے بھاگ نکلنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور حضرت مفتی صاحب سے اجازت چاہی

مکتوبات احمدیہ جلد دوم
جس میں حضرت سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں۔ قیمت فی جلد عہ
الحکم بکڈپو قادیان

آپنے بیحد محبت و پیار سے مجھے روکنا چاہا۔ مگر بدگمانی کا بھوت مجھے کہاں ٹکنے دیتا تھا۔ میں بے تحاشا بھاگا۔ اور دریائے بیاس سے پار ہو کر اپنے رشتہ داروں کے پاس پہونچ گیا وہاں میری تلاش میں والد بھی پہنچے ہوئے تھے وہ آپس میں چہ میگوئیوں میں مصروف تھے۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا قادیان سے۔ شامت اعمال دیکھیئے کہ چند حقہ باز ملانے بھی موجود تھے۔ بس پھر کیا تھا۔ کہرام مچ گیا۔ ہر طرف سے مجھ پر بوچھر پڑے۔ کہ تم وہاں کیوں گئے۔ وہاں تو ایک شخص اپنے آپ کو خدا بتاتا ہے کبھی کہتا ہے کہ میں عیسےٰ ہوں۔ اور امام مہدی ہوں۔ غرضیکہ سب کے سب حضرت اقدس مرزا صاحب کی شان مبارک میں بکواس کرنے لگ گئے۔ میں نے کہا کہ اللہ گواہ ہے۔ کہ جتنے دن میں قادیان رہا۔ ایک دن بھی میں نے نہ سنا کہ یہاں کوئی شخص اپنے آپ کو خدا کہتا یا عیسےٰ بنتا ہے۔ میں نے ہر چند ان لوگوں سے کہا کہ ایسا وہاں کوئی شخص نہیں۔ مگر میری ایک نہ سنی گئی۔ آخر مجھے یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ اچھا کبھی اگر وہاں کوئی شخص ایسا ہے جو خدا بنتا اور مہدی و عیسےٰ بنتا ہے۔ تو میں تو پہلے ہی خدا کا متلاشی ہوں اور اسی دھن میں لگا پھرتا ہوں۔ اور اگرچہ وہاں سے میں بے حد اداسی میں اور قادیان کے باشندوں کو وہابی پا کر اور ان سے متنفر ہو کر آیا ہوں۔ مگر اب میں دوبارہ ضرور وہاں اس خدا کو دیکھنے جاؤں گا۔ خواہ تم مجھے کتنا ہی تنگ کرو۔ میں ہٹ دھرمی اور ضدی مشہور تھا۔ مجھے طرح طرح سے ورغلانے کہ تم علیگڈھ۔ دیوبند یا دہلی لکھنؤ چلے جاؤ جتنا خرچ ماہوار مانگو گے دیا جائیگا۔ مگر قادیان مت جائیو۔ مگر

زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد

میں ذرا بھی ٹس سے مس نہ ہوا۔ اور یہی دہراتا رہا۔ کہ میں اس خدا کو ضرور دیکھنے جاؤں گا۔ دوسرے دن علی الصباح اپنے والد صاحب بزرگوار کو ہمراہ لیکر قادیان پہنچ گیا۔ وہ میرے ساتھ اس لئے گئے کہ میں کہیں اور جگہ نہ چلا جاؤں۔ قادیان پہنچتے ہی حضرت مفتی صاحب سے ملا کہ مفتی صاحب آپ مجھے خدا دکھادیں۔ وہ کہاں ہے حضرت مفتی صاحب مجھے دیکھ کر حیران تھے کہ کل تو یہاں سے ایسا بھاگا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ آج پھر یہاں کیسے براجمان ہو گیا۔ مگر میں بار بار دہراتا رہا کہ مجھے وہ خدا دکھادو۔ میں تو اسے دیکھنے آیا ہوں۔ کیونکہ کل راستہ میں مجھے لوگوں نے متفقہ طور پر یہ بات بتلائی ہے کہ قادیان میں ایک شخص خدا اور عیسےٰ بنتا ہے حضرت مفتی صاحب تاڑ گئے کہ اسے خدا دیکھنے کا جنون ہے۔ فرمانے لگے کہ اچھا ہمارے پاس ٹھیرو۔ ہم سب کچھ دکھادیں گے۔ مگر یہ کام جلدی نہ ہوگا۔ ذرا دھیرے دھیرے ہوگا۔ آپ نے اپنی کمال روشن ضمیری اور دور اندیشی سے مجھے سنبھال لیا۔ اور چند دن کی روکد کے بعد مجھے اصلی معنوں میں دنیا کا سچ مچ خدا دکھا دیا اور حضرت امام صادق مسیح موعود و مہدی مسعود سے ملا دیا۔ جب اچھی طرح میری تسلی ہوگئی تو میں نے حضرت مفتی صاحب سے عرض کیا کہ میں بیعت کروں گا۔ غالباً مئی ۱۹۰۳ء کا آخر تھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوا۔

مجھے یہ بھی شرف حاصل ہے کہ میرے ہم کلاس حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے جیسے بزرگ و محترم ہستیاں تھیں۔ اور حضرت خلیفہ اول کا درس سننے اور قرآن کریم کے معارف و نکات سے مستفید ہونے کا نہایت سنہری موقع مل گیا۔ حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب فرشتہ خصلت اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب ہفت زبان۔ علامہ زماں حضرت مولوی سرور شاہ صاحب اور حضرت قاضی امیر حسین صاحب جیسے مفسر قرآن اور شاعر بے مثل فردوسی ثانی ملک الشعراء حضرت مولوی عبید اللہ صاحب بسمل جیسی بزرگ و یکتا ہستیوں کے شاگرد بننے کا فخر حاصل ہوا۔

آہ! وہ زمانہ کدھر چلا گیا۔ جب ہم آزادانہ طور سے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور جب بھی سنتے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔ خواہ کیسا ہی ضروری مضمون ہوتا۔ اور کوئی استاد پڑھاتے ہوتے۔ پروانہ وار اس شمع محمدی کی طرف دوڑتے۔ اور آپ پر فدا ہوتے دنیا و مافیہا کی کوئی لذت۔ کوئی تماشہ یا کوئی غرض ہمیں مرغوب نہ تھی۔ اگر کوئی غرض تھی تو بس یہی کہ اس شمع ہدایت سے منور ہوں۔ اور اسی کو دیکھتے رہیں اس کے دیدار میں نہ بھوک محسوس کرتے نہ پیاس۔ اپنے بیگانے سب بھولے ہوئے تھے۔ اگر کوئی دھت تھی تو یہی کہ صبح و شام۔ سوتے جاگتے اپنے محبوب کو دیکھا کریں اور دیکھ دیکھ کر اپنی روح کو آرام پہنچائیں۔

آہ! وہ ایام مبارک کہ یاد آکر نہ پوچھ کہ کیا گذرتی ہے

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

دل تو یہی چاہتا ہے کہ مر کر جلد ہم اس محفل میں پہنچ جائیں جہاں اب ہمارا وہ مدعا اور صحیح معنوں میں محبوب حقیقی اور اپنی شرمگیں نگاہوں سے دل اسیر ہونے والا وجود باوجود موجود ہے۔ آمین۔

وہ کیسے خوشکن نظارے تھے۔ جن کی یاد ہر وقت دل کو تڑپاتی رہتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب (خلیفۃ المسیح ثانی) کو ہم طلباء سے بے حد محبت تھی وہ ہمارے محبوب سے خیال تھا کہ خاکسار سے خاص محبت تھی۔ اکثر صبح و شام بورڈنگ ہوس میں تشریف لاتے اور مجھے فرماتے اٹھ نالائق (آپنے کمال محبت سے مجھے یہی خطاب دے رکھا تھا) شکار کو چلیں۔ پھر بندوق میرے کندھے پر دے کر خراماں خراماں میرے آگے چلتے۔ اور میں پھولا نہ سماتا کہ آپنے اس غرض کے لئے مجھے ممتاز فرمایا ہے۔ سارا سارا دن باہر سیر و شکار میں دل بہلاتے آہ وہ بابرکت زمانہ کبھی نہ بھولے گا۔

سکول بھی ہمارے لئے اس زمانہ میں ایک تفریح گاہ بنا ہوا تھا اکثر کتابی سبق کی جگہ استاد ہمیں روحانی درس و تدریس میں مصروف رکھتے۔

کرم دین ساکن بھین کا مقدمہ ہوتا تو اکثر ہم اپنے اساتذہ کے ہمراہ گورداسپور چلے جاتے۔ پھر وہاں بھی حضرت صاحبزادہ صاحب کی معیت میں سیر و شکار میں لطف اندوز ہوتے۔ کبھی تالاب میں زہر ماہی ڈال کر مچھلیاں پکڑی جاتیں۔ کبھی آپ کی زبان مبارک سے دل لبھانے والی باتیں سن سن کر دل بہلاتے۔ سکول ٹائم میں حضرت مفتی صاحب کی گھنٹیوں میں اکثر آپ کے تجارب سے فائدہ اٹھاتے اور ماشاء اللہ آپ کو ظاہری صورت شکل میں خالق کون و مکاں نے حضرت یوسف ثانی بنانے کے علاوہ آپ کی فطرت و جبلت میں بھی ظرافت احمد روشن ضمیری اور دور اندیشی ودیعت کر رکھی ہے۔

ایک دفعہ چودھری فتح محمد صاحب سیال نے آپسے پوچھا کہ شاعر کیسے پہچانے جاتے ہیں؟ آپنے اس خاکسار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ لڑکا جو چپ چاپ بیٹھا ہے شاعر بنے گا۔ حالانکہ ان دنوں مجھے خود علم نہ تھا۔ اور دقیق اردو فارسی سے کوسوں دور بھاگتا تھا

ایکدفعہ آپ کی معیت میں یہ عاجز اور ایک کابلی افغان اور ایک اور شخص سراواں کی طرف سیر کے لئے جا رہے تھے آسمان کی آنکھیں نہایت خشمگیں دکھائی دیتی ہیں اور اسقدر غضب آلود کہ ڈر آتا تھا فرمایا آؤ یہاں نفل پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی کے طلبگار بنیں۔ چنانچہ ہم نے کھیتوں میں بہت دیر تک نفلیں پڑھیں اور روتے رہے۔ دوسرے دن علی الصباح ۵ر اپریل ۱۹۰۵ء کو اللہ تعالیٰ کا قہری نشان زلزلہ کی شکل میں نمودار ہو گیا۔ اسی دن حضرت اقدس نے حکم صادر فرمایا کہ سب لوگ باغ میں چلے جائیں اور اپنی اپنی جھونپڑیاں یا خیمے لگا کر یا کسی اور طرح وہاں ہی رہائش اختیار کریں۔ پھر زلزلہ پر زلزلہ آنے کی وہاں ہی پیشگوئیاں کیں اور اشتہار شائع کئے۔ اسی عرصہ میں پھر ہم چند طلباء جو امتحان انٹرنس سے فارغ ہو چکے تھے لاہور تعلیم یا ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے چلے آئے۔ وہاں چار پانچ سال ملازمت کلرکی کرنے کے بعد۔ محکمہ تعلیم میں بطور ٹیچر کوہاٹ آگیا اور ۱۹۱۰ء میں ٹرینگ کالج لاہور جے اے وی کلاس میں داخل ہونے کے لئے آگیا۔ وہاں سے ضلع لائلپور ایک سکول کی ہیڈ ماسٹری پر چلا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں پھر قادیان بطور جائنٹ ایڈیٹر بدر ہو کر آگیا۔ بعدہٗ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ایک سکول کے اراکین کے بلانے پر ہیڈ ماسٹری پر روانہ فرمایا تب سے تا ایندم محکمہ تعلیم میں ملازمت ہے۔ مگر دلی خواہش ہے کہ اب ہمیشہ کیلئے قادیان دار الامان میں تا زیست مسکن عارضی اور پھر مدفن دائمی مقبرہ بہشتی ہو۔ آمین یا الٰہ العالمین آ ایسا ہی ہو آمین

خاکسار محمد علی خان اشرف عفی عنہ
ہیڈ ماسٹر و سکرٹری انجمن احمدیہ
بہرام پور۔ ضلع ہوشیارپور

مکتوبات احمدیہ جلد سوم
حضرت چودھری رستم علی خان صاحب رضی اللہ کے نام مکتوبات ہیں قیمت صرف ۸ ؎
[illegible]
الحکم بکڈپو قادیان دار الامان

یاد ایام

(از حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے سابق مبلغ ماریشس)

میں خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنی نعماء و آلاء سے اتنا مجھے نوازا ہے۔ کہ میں اس کی نعمتیں گن بھی نہیں سکتا۔ یہ بالکل درست ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارادہ فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نعماء کی ہیں ان کو ایک کتاب میں لکھیں۔ آپ پر مکاشفت کی حالت طاری ہوئی اور دکھایا گیا کہ زبردست بارش ہو رہی ہے۔ اور بے شمار پانی کے قطرے اوپر سے گر رہے ہیں۔ آپ کو فرمایا گیا کہ تم ان پانی کے قطروں کو گن سکتے ہو تو تم ہماری نعمتوں کو بھی گن سکو گے۔ اس پر آپ نے یہ ارادہ موقوف کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو نہیں ان ذات والا صفات کے جن کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک آیا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ ہر انسان چونکہ مظہر اسماء الٰہیہ ہونیکی بالقوی استعداد رکھتا ہے ہرگز ہرگز نعماء الٰہیہ کا احصاء نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام معجز نظام میں فرماتا ہے واٰتاکم من کل ما سالتموہ وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار اور اس نے تم کو دیا جو تم نے بزبان حال سے اس سے مانگا۔ اگر تم اسکی نعمت کا شمار کرو تو تم اس کو احاطہ میں نہ لا سکو گے۔

میں کہاں جانگلیوں کے بار میں پیدا ہوا جہاں میلوں تک آبادی کا نام و نشان نہ تھا جو تعلیم و ترقی کی راہ سے بہت دور۔ جنم بھوم سے چالیس پچاس کوس دور ولٹوہا کے مدرسہ میں پڑھنے ڈالا گیا اور وہاں سے چودھری رستم علی صاحب سب انسپکٹر پولیس کے ساتھ ملا اور ان کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت گاہ قادیان میں پہنچا اور دسمبر ۱۸۹۵ء سے یہیں قادیان میں ہی مقیم ہو گیا۔ ۱۸۹۸ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل ہوا۔ ۱۹۰۰ء میں مڈل کا امتحان یونیورسٹی پاس کیا اور ۱۹۰۲ء میں انٹرنس پاس کیا۔ ہائی سکول اسوقت شہر میں ہوا کرتا تھا۔ جہاں کہ اب مدرسہ احمدیہ ہے اور بورڈنگ بھی یہیں تھا۔ پہلے ماسٹر فقیر اللہ صاحب جو اب لاہور میں غیر مبائعین میں ہیں ہیڈ ماسٹر تھے۔ ان کے بعد مولوی شیر علی صاحب جو ابھی تازہ گریجویٹ ہو کر لاہور سے آئے تھے ہیڈ ماسٹر ہوئے۔ دینیات کے استاد سید محمد سرور شاہ صاحب اور قاضی امیر حسین صاحب تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک زمانہ تھا۔ تمام احمدی قادیان کے مشرقی جانب ہی رہتے تھے۔ اسوقت پانچوں وقت کی نمازیں مسجد مبارک میں ہوا کرتی تھیں۔ جب کوئی میت ہو جایا کرتی تھی تو سب اکٹھے ہو جایا کرتے تھے۔ باہر سے آنے جانے والے اصحاب سے بھی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ اب تو احمدی جماعت کی آبادی اسوقت سے کہیں بیس گنا کیا بیسیوں گنا ہو گئی ہے۔ اسوقت دو مسجدیں تھیں۔ اب سات آٹھ جگہ باجماعت نماز ہوتی ہے۔ وہ زمانہ سادگی۔ طہارت پاکیزگی۔ اخلاص۔ ایثار اور باہمی الفت و محبت کا زمانہ تھا اسوقت تکلف بالکل نہ تھا۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سیر کو تشریف لیجانا اور کثیر جماعت کا حضور کے ساتھ ہونا۔ حضور سیر کے لئے قادیان سے قریباً ہر سمت کو گئے ہیں۔ شہتوت اور بیدانہ کے موسم میں اپنے باغ میں تشریف لے جاتے تھے۔ اور بیدانہ کے ٹوکرے بھائیوں کے آگے رکھ دیئے جاتے تھے۔ اور سب وہاں بیٹھ کر کھاتے تھے۔ اور سیر میں آپ ہمیشہ کسی نہ کسی مسئلہ یا موضوع پر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ جو کہ اسوقت کے اخباروں میں اکثر درج ہے۔ کیونکہ اخبار الحکم ۱۸۹۸ء یا معاً اسکے بعد قادیان سے نکلنا شروع ہوا۔

مجھے خوب یاد ہے کہ ایک دفعہ حضور ڈھاب میں ہو کر جنگل کی طرف سیر کو تشریف لے گئے۔ اور جنگل سے آگے گذر کر اس سڑک تک گئے جو کہ بٹالہ سے سری گوبندپور کو جاتی ہے۔ اس سیر میں آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے نقالوں کو بھی معاف کر دیتا ہے اور اس پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دشمن کا قصہ سنایا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل کیا کرتا تھا۔ اور لوگوں کو ہنسایا کرتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو خدا نے اسے بھی معاف کر دیا کہ میرے محبوب کی نقل کیا کرتا تھا۔

اسیطرح آپ قادر آباد۔ لسر آواں۔ بٹر کلاں ناتھو پور کی راہ سے بٹالہ کے پل کی طرف۔ اور بٹالہ کی راہ سے جوڑے کے موڑ تک اکثر آپ جایا کرتے تھے۔ آخری دفعہ جب آپ سوڑ کے سامنے لسوڑی کے درخت تک آ کر واپس تشریف لے گئے۔ کیونکہ لوگ ساتھ بہت تھے۔ آپ کی طبیعت گھبرا گئی تھی۔ آپ بڑے مزے لے کر فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو فرمایا تھا کہ اتنے لوگ آئیں گے کہ تو تھک جائے گا۔ اور فرماتے تھے لا تسئم من الناس لوگوں سے ملول نہ ہونا خدا تعالیٰ کا یہ کتنا فضل ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے تیرہ برس مجھے آپ کی صحبت میں رکھا۔ سوائے چند وقفوں کے جو بیچ میں آئے۔ قادیان میں طاعون کا زمانہ دیکھا اور حضور کے معجزات بچشم خود دیکھے انی احافظ کل من فی الدار۔ میں تیرے گھر میں جو کوئی ہوگا۔ اس کی حفاظت کروں گا۔ اور حضور کو اس پر اتنا یقین اور وثوق تھا کہ حضور نے بہت سے خاندانوں کو اپنے گھر میں بسایا ہوا تھا۔ تاکہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا خاندان استاذی المکرم حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا خاندان مولوی محمد احسن صاحب امروہی۔ مولوی محمد علی صاحب اور میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ اور ایسا ہی بہت سے گھرانے آپ کے دار میں رہتے تھے

مولوی محمد علی صاحب کو بخار چڑھا۔ کسی نے کہا کہ مولوی صاحب کا خیال ہے کہ کہیں طاعون نہ ہو۔ حضور تشریف لے گئے اور حضور نے اپنے ہاتھ میں ان کا ہاتھ پکڑا اسیوقت بخار اتر گیا۔

اسیطرح میر محمد اسحٰق صاحب جو اسوقت ابھی نو عمر تھے بیمار ہو گئے تھے۔ مگر بہت جلد ان کی صحت ہو گئی۔ بلکہ حضور تو فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے گھر میں ایک چوہا بھی نہیں مرے گا۔ حالانکہ حضور کے گرد و نواح میں طاعون زوروں پر تھی۔ اس زمانہ میں قادیان میں طاعون سے کئی کئی آدمی ایک دن میں مرتے تھے۔ مگر خدا نے معجزانہ طور پر حضور کے گھر کو اس سے محفوظ رکھا۔ بلکہ حضور کے گھر میں رہنے والوں کو اس بلائے ناگہانی سے محفوظ رکھا۔ بلکہ حضور کو الہام ہوا کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔

مولوی محمد دین صاحب جو اسوقت تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ اسوقت سکول میں کلرک تھے اور ہم طالب علم۔ ان کی ران میں طاعونی پھوڑا نکلا۔ انکا خیمہ مدرسہ احمدیہ کے سامنے ڈھاب سے پرے کھیتوں میں نصب کیا گیا تھا۔ اس خیمہ میں چودھری فتح محمد صاحب سیال جو اسوقت ناظر اعلیٰ ہیں اور ڈاکٹر گوہر دین صاحب مرحوم اور راقم خاکسار ان کی حفاظت اور خدمت کے لئے رکھے گئے۔ ماسٹر صاحب کے پھوڑے پر دوائی لگائی اور ...... پلائی بھی جاتی تھی۔ اور بخار بہت سخت تھا۔ اور ہذیان بھی تھا۔ ہم رات دن وہیں رہتے۔ قادیان سے رونے اور چلانے کی آوازیں بہت آیا کرتی تھیں۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ وہ اچھے ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہر نماز میں ان کی حالت کی اطلاع دیجاتی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بڑی مسجد جو کہ مسجد اقصیٰ کہلاتی ہے اور جس میں منارۃ المسیح ہے۔ اور وہ اسوقت اتنی تھی جتنی کہ اب پرانی مسجد ہے اور اس کا محراب وہاں تھا جہاں کہ اب قبلے کی جانب دروازہ ہے۔ اس محراب میں جب سے مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ قادیان میں سیالکوٹ سے ہجرت کر کے آ گئے تھے۔ بطور امام کے نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے اور حضور علیہ السلام امام کے پیچھے صف اول میں کھڑے ہوا کرتے تھے۔

(بقیہ [illegible] صفحہ [illegible] کالم ۲)

مکتوبات احمدیہ جلد چہارم
جس میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام مکتوبات ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ
ملنے کا پتہ الحکم بکڈپو قادیان

بطور امام کے نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ حضور کے دائیں اور بائیں نشست کے لئے بڑا مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ لوگ جمعہ کے دن دس بجے صبح کے وہاں آ بیٹھتے تھے۔ اور جب کسی کام کے لئے باہر جاتے تھے تو کوئی چیز اپنی جگہ پر رکھ جاتے۔ تاکہ اُن کا حق قائم رہے۔ میں اُن لوگوں میں سے تھا۔ جو حضور کی دائیں جانب بیٹھا کرتے تھے۔ حضور کے کپڑوں کو چھونے سے میں نے خود اپنے اندر پایا ہے کہ دل کو اطمینان حاصل ہوتا تھا۔ اور برکت ملتی تھی۔

ایکدفعہ میں مسجد اقصیٰ میں اپنی پگڑی رکھ کر باہر آیا اور ننگے سر مہمان خانہ میں چلا آیا۔ جب واپس لوٹا تو حضور مسجد مبارک کی سیڑھیوں سے اُتر رہے تھے۔ اور میں آگے جا رہا تھا۔ تو میں بھی آپ کے ساتھ ہو گیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مرزا نظام الدین صاحب نے مسجد مبارک کی اندرونی سیڑھیوں کے دروازے کے آگے دیوار کھینچ دی تھی۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ ننگے سر کیوں ہو۔ میں نے عرض کیا کہ مسجد میں پگڑی رکھی ہوئی ہے۔ جب میں نے یہ بات حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو آپنے فرمایا کہ حضور ننگے سر کو ناپسند کیا ہے کیونکہ یہ عیسائیوں کی عادت ہے۔ عموماً حضور کے تشریف لانے کے بعد خطبہ کی اذان ہوتی اور خطبہ شروع ہو جاتا تھا۔

ایک دفعہ حضور امام سے پہلے آ گئے۔ تو حضور نے میری حمائل لے کر وہیں مسجد میں سورۃ کہف شروع کی اور اس کا کچھ حصہ ہی پڑھا تھا کہ امام صاحب آ گئے۔

مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی عام عادت تھی کہ خطبہ جمعہ سے پہلے جس آیت یا رکوع پر خطبہ پڑھنا چاہتے تھے تو مجھے کہتے کہ قرآن سے مجھے نکال دو۔ میں نکال دیا کرتا تھا حالانکہ میں نے اسوقت تک قرآن حفظ نہیں کیا تھا۔ یہ بات مشہور تھی کہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ آیت کس صورت میں ہے۔ بلکہ کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے کئی حوالے دریافت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ملک نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کا انتقال پُرملال

افسوس ہے کہ صحابہ مسیح موعود علیہ السلام آہستہ آہستہ کم ہو رہے ہیں۔ اور اسطرح حضور کو دیکھنے والے وجود دنیا سے عالم بالا کی طرف جا رہے ہیں۔ ان صحابہ میں سے حضرت ملک نورالدین صاحب بھی تھے۔ جو کہ ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء کو فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت ملک صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرانے صحابہ میں سے تھے سنہ ۱۸۹۶ء میں آپ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ آپ کا حضرت خلیفۃ المسیح اول کے خاندان سے رضاعت کا تعلق تھا۔ اسلئے خلیفہ اول ان کو بہت ہی محبت سے دیکھتے تھے۔ وہ عرصہ دراز تک راولپنڈی میں بسلسلہ ملازمت رہے۔ وہاں انھوں نے سلسلہ حقہ کی بڑی خدمت کی۔ ہمیشہ ہر سال سالانہ جلسہ پر قادیان تشریف لایا کرتے تھے۔ قادیان آنے سے پیشتر محلہ دارالفضل میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے قریب میں بیت النور نامی کوٹھی بنوائی۔ پھر اسکے ساتھ اور بھی مکانات اپنے بچوں کے بنوائے۔ آپ بڑے **بااخلاق**۔ **کم گو**۔ **خوش خلق** اور **متواضع** انسان تھے۔ سنہ ۱۹۲۸ء میں آپ ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے تھے۔ یہاں مختلف صیغہ جات میں آپ آنریری کام کرتے رہے۔ اب عرصہ سے لنگر خانہ میں ناظر صاحب ضیافت کے مددگار کے عہدے پر کام کر رہے تھے۔ آپ اس جدید انتخاب میں حلقہ محلہ دارالفضل کے پریذیڈنٹ منتخب ہوئے تھے۔ آپ سلسلہ کا کام نہایت محنت اور خوشی سے سرانجام دیتے تھے۔ باوجود اس کے کہ ۷۱ سال کی عمر تھی مگر قویٰ مضبوط تھے۔ اور ابھی کم از کم دس پندرہ سال تک کام کرنے کی توقع کی جا سکتی تھی۔

گذشتہ سال آپ حج بیت اللہ سے فارغ ہوئے تھے۔ جب سے آپ قادیان آئے کسی شخص کو انکی شکایت کرتے نہیں دیکھا۔ ان کی وفات پر قادیان میں عام صدمہ ہوا۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ دونوں نیک اور سلسلہ کے وفادار خادم ہیں۔ ہمکو ان کی وفات پر دلی صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین

وصایا

۴۲۰۱ منکہ منشی بیگم زوجہ شمس الدین قوم افغان صاحبزادہ۔ عمر تقریباً سینتالیس ۴۷ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۲۶ء ساکن موضع کیکھ ڈاکخانہ خاص تحصیل صوابی ضلع اٹک بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷/۸/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ ایکہزار جس میں مبلغ ایک سو پچاس روپیہ ابھی میرے خاوند کے ذمہ بقایا ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ سات سو روپے کا زیور و نقد میرا اپنا ہے اس کل رقم مبلغ -/۱۷۰۰ روپیہ کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بد وصیت جو -/۱۷۰ روپیہ ہوتے ہیں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائے گی میں یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں کہ جو موجودہ جائداد کے علاوہ جو بوقت مرنے کے ثابت ہو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۱۷ر اگست سنہ ۱۹۳۲ء

العبد منشی بیگم بقلم خود

گواہ شد:۔ کاتب وصیت شمس الدین احمدی خاوند موصیہ پولیٹیکل لاگ لنڈی کوتل۔

گواہ شد یوسف علی آنریری منشی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لنڈی کوتل بقلم خود

۴۱۱۴ منکہ موندان بی بی بیوہ حسن جان قوم اوان پیشہ زمیندارہ عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء ساکن دوالمیال ڈاکخانہ خاص تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۴/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری پنشن ماہوار آٹھ روپے ہے۔ اور میرے نام اٹھارہ کنال ملکیت اسی زمین کی ہے جس کی میں پیداوار کی تازیست مالک ہوں اور وہ بارانی اول ہے۔ اس کی پیداوار میں سے بھی اور جو اس کے علاوہ میری آمد ہو یا جائداد پیدا ہو۔ ان تمام میں سے دسویں حصہ کے متعلق وصیت کرتی ہوں المرقوم ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۳۲ء

العبد موندان بی بی ساکن دوالمیال ضلع جہلم۔

گواہ شد سردار محمد اللہ دتہ حکیم ۱۹/۷ ریاست بہاولپور ضلع بہاول نگر

گواہ شد ملک علی حیدر ولد ملک فضل بقلم خود۔

۴۱۷۷ منکہ عائشہ بی بی زوجہ قاضی نذیر احمد صاحب قوم دہاں راجپوت تاریخ بیعت پیدائشی احمدی قادیان دارالامان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۴/۵/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں ایسی رقم یا کوئی جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے زیور قیمتی ۸۰ روپے۔ مہر ۵۰۰ روپیہ بذمہ شوہر

العبد:۔ عائشہ بی بی بقلم خود

گواہ شد:۔ بشیر احمد بھٹی احمدی خوشنویس خاوند موصیہ بقلم خود ۱۴/۵/۳۲

۴۲۱۶ ۔ منکہ کریم بی بی زوجہ علم دین قوم راول عمر تقریباً پچاس سال تاریخ بیعت دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء ساکن روڑ ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۸/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ مالیتی ۲ ۱/۲ ہزار جس میں ایک مکان پختہ رہن گرفتہ دو منزلہ ہے جس کا حدود اربعہ شمال مکان عبدالعزیز۔ مشرق گلی بند۔ جنوب گلی شارع عام۔ غرب مکان اروڑا وغیرہ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر رہن گرفتہ مکان فک الرہن میری زندگی میں ہو جاوے۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کے ادا کرنے کا اقرار کرتی ہوں۔ اگر میری وفات کے بعد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد منقولہ پائی جائے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائداد مذکورہ کے حصہ کے متعلق کوئی جزو یا کل ادا کر دوں تو اصل حصہ وصیت سے منہا کر دیا جائیگا۔

مکان مذکور بعوض مہر و دیگر زیورات فروخت کردہ وغیرہ سے حاصل کیا گیا ہے۔

العبد سماۃ کریم بی بی نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ حکیم حشمت علی سکریٹری انجمن احمدیہ ساکن اوڈہ

گواہ شد:۔ حکیم محمد بخش احمدی ساکن اوڈہ

گواہ شد:۔ علم الدین خاوند کریم بی بی موصیہ مذکور۔

۴۱۵۹ ۔ منکہ عائشہ سراجی زوجہ غازی نذیر احمد برق مہاجر قوم جٹ بھنگے۔ پیشہ خانہ داری عمر ۱۷ سال۔ تاریخ بیعت جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۴ ۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی نقد یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اول حق مہر مبلغ یکصد روپیہ۔ دوئم قیمت زیور دو صد روپیہ۔ یہ دونوں رقمیں میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہیں فقط المرقوم ۴ مئی ۱۹۳۴ء

العبد عائشہ سراجی زوجہ غازی نذیر احمد برق مذکور نشان انگوٹھا۔ ۴ ۵/۳۴

گواہ شد:۔ بقلم خود غازی نذیر احمد برق جالندھری مہاجر ناظم احمدیہ جدید سکول قادیان ۴ ۵/۳۴

گواہ شد:۔ مامون خان احمدی مہاجر قادیان مدرس جدید سکول قادیان ۴ ۵/۳۴

۴۱۷۱ ۔ منکہ عائشہ بیگم زوجہ حشمت علی قوم ارائیں عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن پرچیاں خورد ڈاکخانہ پرچیاں کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۸ ۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے بالیاں طلائی آٹھ عدد اور ایک کنٹھہ طلائی۔ بالیاں اور کنٹھہ کا وزن قریبًا پانچ تولہ ہے۔ اس کے علاوہ میرا حق مہر مبلغ چار صد روپیہ جو کہ ابھی بذمہ خاوند ہے

العبد عائشہ بیگم بقلم خود

گواہ شد:۔ حشمت علی پٹواری نہر ساکن ٹھٹھہ کھرلاں ڈاکخانہ خاص تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ خاوند موصیہ ۱۸ ۵/۳۴

گواہ شد:۔ حکیم محمد اسمٰعیل انسپکٹر تبلیغ تحصیل حافظ آباد

۴۲۲۸ منکہ امام بی بی بیوہ اللہ دتہ صاحب قوم شیخ عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت قریبًا چار سال ساکن بابا بکالہ ڈاکخانہ سٹھیالہ تحصیل و ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۴ ۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد صرف ایک سو روپیہ نقد کی ہے جس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ فقط

العبد امام بی بی موصیہ نشان انگوٹھا

گواہ شد:۔ خیر الدین محلہ دار الضعفا بقلم خود۔

گواہ شد:۔ عطاء الدین کلرک نظارت تعلیم و تربیت قادیان ۱۴ ۵/۳۴

۴۲۲۵ ۔ منکہ عزیزہ بیگم زوجہ منشی محمد حسین خان قوم ککے زئی افغان عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت اکتوبر ۱۹۲۷ء ساکن کلانور ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۱ ۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد اس وقت نقد مبلغ -/۲۰۰ روپیہ ہے جس کا میں ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں گی اگر میرے مرنے کے بعد بھی کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد عزیزہ بیگم بقلم خود

گواہ شد:۔ نصیر احمد بقلم خود پسر محمد حسین خان ۲۱ ۵/۳۴

گواہ شد:۔ گلاب دین احمدی ساکن کلانور بقلم خود

۴۲۲۴ ۔ منکہ جیواں بی بی زوجہ چوہدری سلطان بخش صاحب قوم جٹ عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۰ء ساکن گنج ڈاکخانہ بڈھا گوریہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱ ۶/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے حق مہر جو میرے پاس موجود ہے مبلغ دو صد روپیہ -/۲۰۰ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ اور اگر ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد جیواں بی بی زوجہ چوہدری سلطان بخش صاحب تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم احمدی سکریٹری انجمن احمدیہ عزیز پور ڈگری تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

گواہ شد بقلم خود سلطان بخش ر گنج تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

۴۲۲۷ ۔ منکہ فاطمہ زوجہ محمد سعید قوم کھوکھر راجپوت عمر ۳۰ سال تاریخ ۲۱ ۶/۳۴ ساکن خان والا ڈاکخانہ بھیرہ تحصیل بھلوال ضلع شاہ پور حال وارد قادیان محلہ دار الفضل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳ ۶/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ گلوبند طلائی ۹/۱۰/۱۷۲ جھمکی طلائی ایک عدد ۱۰۲/۶/۳ روپیہ کل قیمت -/۱/۲۷۵ روپیہ۔ مہر مبلغ ۵۰۰۔ میں اپنے خاوند سے وصول کرکے خرچ کرچکی ہوں **العبد** فاطمہ

گواہ شد:۔ ڈاکٹر منظور احمد ولد مولوی دلپذیر بھیروی حال قادیان ۳ ۶/۳۴

گواہ شد:۔ محمد سعید احمدی ولد صالح محمد کلرک ڈاکخانہ سرگودہ حال قادیان خاوند موصیہ ۳ ۶/۳۴

۴۲۲۲ منکہ محمدی بیگم زوجہ مرزا احمد بیگ صاحب قوم مغل عمر قریبًا ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء ساکن پٹی ڈاکخانہ خاص تحصیل قصور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۱ ۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جائیگی۔ میری موجودہ جائیداد میرا حق مہر ہے جو در اصل صرف -/۳۲ روپیہ حسب رواج عام ہے۔ مگر میرے شوہر بزرگوار نے اپنی عنایت سے مبلغ تین صد روپیہ مقرر کردیا ہے۔ جو ابھی ان کے ذمہ ہے۔ اور میں نے وصول نہیں کیا۔ پس اس کے چھٹے حصہ یعنی پچاس روپے کی نسبت بھی وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس جو زیور تھا۔ وہ سارے کا سارا قیمتی تخمینًا چار صد روپیہ میں نے مسجد برلن کی فنڈ میں دے دیا تھا۔ اور اب میرے پاس کوئی زیور نہیں۔ اور نہ کوئی اور چیز از قسم جائیداد ہے البتہ اگر میں آئندہ زیور بنواؤں گی یا کوئی اور جائیداد پیدا کروں گی تو اس کے بھی چھٹے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد محمدی بیگم نشان انگوٹھا

گواہ شد:۔ فضل احمد اے۔ ڈی۔ آئی گجرات

گواہ شد:۔ مرزا احمد بیگ انکم ٹیکس انسپکٹر گجرات

۴۲۲۳ ۔ منکہ رسول بیگم زوجہ محمد ابراہیم قوم جٹ عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن عزیز پور ڈگری ڈاکخانہ بڈھا گوریہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱ ۶/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری حسب ذیل جائیداد ہے۔ زیور قیمتی -/۱۰۰۔ ایک حصہ موروثی ورکس کمپنی -/۱۰ روپیہ حق مہر بذمہ شوہر قیمتی -/۲۰۰ روپیہ میزان کل -/۳۱۰ روپیہ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد اور نہ کوئی آمدنی ماہوار یا سالانہ ہے۔ اگر کوئی ہوگی تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی جائداد یا رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائیداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔

العبد رسول بیگم زوجہ محمد ابراہیم سکریٹری انجمن احمدیہ عزیز پور ڈگری ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم احمدی سکریٹری انجمن احمدیہ عزیز پور ڈگری بقلم خود ۱ ۶/۳۴